يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق (شخص) کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تم کسی قوم کو لاعلمی میں (ناحق) تکلیف پہنچا بیٹھو، پھر تم اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔

﴿سورۃ الحجرات 49، آیت نمبر۔6﴾

قرآن اور موطا امام محمد

(موطا امام محمد، قرآن کی بارگاہ میں)

تحقیق و تدوین

قرآن ریسرچ اکیڈمی اوہائیو (امریکہ)

مختصر بات

”وضعی روایات کی نشاندہی“ کے سلسلہ کی اگلی کڑی بنام ”قرآن اور موطاامام محمد“ پیش خدمت ہے، وقت کی کمی کے پیش نظر چند ابواب تشنہ رہے، زندگی رہی تو ان پر مزید اضافے کروں گا، سردست امید ہے کہ یہ آپ کیلئے علم میں اضافے کا باعث ضرور ہوگی۔ میری تحریر ہرگز حرف آخر نہیں ہے، احباب کسی مقام پر کوئی سقم پائیں تو قرآنی دلیل کے ساتھ مطلع کریں تاکہ تصحیح کی جاسکے۔

اللہ کریم ہم سب کو دین کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق نصیب کرے آمین

فہرست

باب نمبر	تفصیل	صفحہ نمبر
1	قرآن میں تبدیلی	7
2	درمیانی نماز ظہر کی نماز ہے۔	9
3	قرآن منسوخ	10
4	گھر والوں کے رونے سے مردے کو عذاب دیا جاتا ہے۔	17
5	نئی سائنس: بچہ پیٹ میں سوکھ گیا تھا، نئے شوہر کا پانی لگا تو زندہ ہو گیا۔	19
6	صحابیؓ نے قرآن کی مخالفت کا اعلان کر دیا۔	20
7	پانچ دفعہ دودھ پلانے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے، جب۔۔۔۔	22
8	چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔	27
9	رجم	30
10	غلام لونڈیوں کی سزا آزاد کی بہ نسبت آدھی نہیں ہے۔	38
11	نذر	40
12	جھاڑ پھونک	45
13	معجزات	49
14	میک اپ	53
15	نحوست	55
16	مسجد میں چت لیٹ کر پاؤں پر پاؤں رکھنا	58
17	جنت کیسے ملتی ہے؟	60
18	وضو	68
19	موزوں پر مسح جائز ہے	71
20	کثرت شہوت	74

21	صحابہؓ، اُمّ المومنینؓ کی پٹائی کرتے تھے	76
22	قول و فعل میں تضاد	78
23	سورج شیطان کے سینگ کے ساتھ طلوع ہوتا ہے۔	79
24	گرمی کی شدت جہنم کی تپش کی وجہ سے ہوتی ہے۔	81
25	مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کا تیر بہدف نُسخہ	84
26	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کی طرف رخ کر کے رفع حاجت کرتے۔	86
27	قبلہ تبدیل۔	90
28	سونے کی انگوٹھی پہننا منع ہے۔	96
29	درود شریف۔	98
30	شہید کون؟	101
31	مقام حدیث	103
32	روزے کی حالت میں بوس و کنار جائز بلکہ سنت ہے۔	108
33	شب قدر	111
34	احرام والا نہ خود نکاح کر سکتا ہے نہ پیغام بھیج سکتا ہے اور نہ ہی۔۔۔	113
35	حج بدل جائز ہے۔	122
36	عزل جائز ہے۔	124
37	کتا رکھنے سے ثواب میں کتنی کمی ہو گی؟	127
38	فرشتے	131
39	پچھنے لگانے کی مزدوری لینا بری کمائی ہے	132
40	کھڑے ہو کر پیشاب کرنا درست ہے۔	135
41	حضرت علیؓ کو بکثرت مذی آتی تھی	139
42	مستحاضہ	141

43	نماز میں کون سا تشہد پڑھا جائے۔ مختلف تشہد۔	143
44	حالت جنابت میں نماز۔	144
45	گدھا حلال ہے۔	146
46	قسم	147
47	کھڑے ہو کر پینا	149
48	جمعہ کے دن غسل کرنا فرض ہے۔	151
49	خواتین حیض کا خون روئی پر لگا کر ڈبی میں بند کر کے حضرت عائشہؓ کو۔۔۔	152
50	بلی کا جوٹھا پاک ہے۔	153
51	اذان میں تکبیر اور کلمہ شہادت تین مرتبہ۔	154
52	بکری جنت کا جانور ہے۔	155
53	غلط ٹائم پر نماز پڑھنے پر حضرت عمرؓ نے منکدر کی پٹائی کر دی۔	156
54	حضرت عثمانؓ نے جمعہ کی تیسری اذان کا اضافہ کیا۔	157
55	عید کی بارہ تکبیریں ہیں۔	158
56	وتر کا ٹائم فجر کے وقت	159
57	احتلام ہونے کا پتا ہی نہ چلا۔ ملک کی سربراہی سے احتلام زیادہ ہوتا ہے	160
58	اگر آپ کی قمیض لمبائی کی وجہ سے نجاست والی جگہ سے گیلی ہو گئی۔۔۔	161
59	گنجا سانپ۔	162
60	عبداللہ بن عمرؓ کا الگ تلبیہ۔	163
61	ذبح کا طریقہ: جانور کی گردن میں اتنی زور کا نیزہ مارا کہ دوسری طرف۔	164
62	حالت احرام والے شخص کو اپنے اونٹ کی جوئیں نکالنا مکروہ ہے۔	165
63	ٹڈی مچھلی کی چھینک ہے۔	167
64	ابن خطل کو قتل کر دو۔	168

65	حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی شادی، حضورﷺ بے خبر۔	169
66	دو بہنیں ملک یمین میں اکٹھی ہو جائیں تو کیا ان سے صحبت درست۔۔۔	170
67	عورت ولی کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی۔	171
68	دو طلاق کے بعد بیوی حرام۔	172
69	جو یہ کہے کہ میرے ماں باپ زانی نہیں، اس کی سزا اسّی (80) کوڑے۔	174
70	سودا مہنگا بیچو یا پھر ہمارے بازار سے اٹھ جاؤ۔	175
71	ولیمے کی دعوت	176
72	جو چوسر کھیلتا ہے وہ اللہ ورسول کی نافرمانی کرتا ہے۔	177
73	السلام علیکم کا جواب السلام علیکم۔	178
74	اولاد کی دعا سے فوت شدہ والدین کے درجات بلند ہوتے ہیں۔	179
75	لہسن خبیث درخت ہے۔	180
76	اذان کے علاوہ تمام چیزیں تبدیل ہو چکی ہیں۔	181
77	چوہے والا گھی۔	182

باب نمبر۔1

قرآن میں تبدیلی

قرآن میں سورۃ البقرہ 2، آیت نمبر۔238 کے الفاظ اس طرح ہیں:

قرآن:

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ﴿۲۳۸﴾

(سورۃ البقرۃ 2، آیت نمبر۔238)

لیکن موطا امام محمد کے مصنف نے قرآن کو ناقص ثابت کرنے کیلیئے اپنی پوری تگ و دو صرف کر دی ہے، ملاحظہ فرمایئے:

حضرت حفصہؓ کا قرآن

حدیث:

عمرو بن رافع بیان کرتے ہیں: میں سیدہ حفصہؓ کیلیئے قرآن مجید لکھ رہا تھا، انہوں نے فرمایا: جب تم اس آیت پر پہنچو گے تو مجھے بتا دینا، جب میں اس آیت پر پہنچا تو میں نے انہیں بتایا، انہوں نے یہ فرمایا کہ تم یہ لکھو:

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔999، صفحہ نمبر۔906، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

حضرت عائشہؓ کا قرآن

حدیث:

ابو یونس، جو سیدہ عائشہؓ کے غلام ہیں، بیان کرتے ہیں: سیدہ عائشہؓ نے مجھے ہدایت کی کہ میں ان کیلئے قرآن مجید لکھ دوں، تو سیدہ عائشہؓ نے فرمایا: جب تم اس آیت پر پہنچو گے تو مجھے بتا دینا: حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ

۔جب میں اس آیت پر پہنچا تو میں نے انہیں بتایا، تو انہوں نے مجھے یہ املا کروایا: حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ

سیدہ عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔1000، صفحہ نمبر۔906، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔2

درمیانی نماز ظہر کی نماز ہے۔

موطاامام محمد کی حدیث ملاحظہ کیجئے:

حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں: درمیانی نماز سے مراد ظہر کی نماز ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔998، صفحہ نمبر۔904، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔3

قرآن منسوخ

نسخ کے بارے میں مذہبی پیشوائیت کا عقیدہ ملاحظہ کیجیے :

’’اسی طرح قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے بعض احکام منسوخ فرمائے اور ان کی جگہ نیا حکم نازل فرمایا۔ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔شاہ ولی اللہ نے ’الفوز الکبیر‘ میں ان کی تعداد صرف پانچ بیان کی ہے۔یہ نسخ تین قسم کا ہے۔ایک تو مطلقاً نسخِ حکم یعنی ایک کو بدل کر دوسرا حکم نازل کر دیا گیا۔دوسرا ہے نسخ مع التلاوۃ۔یعنی پہلے حکم کے الفاظ قرآنِ مجید میں موجود رکھے گئے ہیں،ان کی تلاوت ہوتی ہے لیکن دوسرا حکم بھی،جو بعد میں نازل کیا گیا،قرآن میں موجود ہے ،یعنی ناسخ اور منسوخ دونوں آیات موجود ہیں۔نسخ کی ایک تیسری قسم یہ ہے کہ ان کی تلاوت منسوخ کر دی گئی یعنی قرآنِ کریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں شامل نہیں فرمایا،لیکن ان کا حکم باقی رکھا گیا۔جیسے

الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ۔(موطاامام مالک)’’شادی شدہ مرد اور عورت اگر زنا کا ارتکاب کریں تو یقیناً انہیں سنگسار کر دیا جائے۔‘‘

(بحوالہ: سعودی حکومت کا شائع کردہ قرآنِ کریم مع اُردو ترجمہ و تفسیر صفحہ نمبر 44)

آگے چل کر لکھتے ہیں :

’’بعض قدیم گمراہوں (مثلاً ابو مسلم اصفہانی معتزلہ) اور آج کل کے بھی بعض متجددین نے یہودیوں کی طرح قرآن میں نسخ ماننے سے انکار کیا ہے لیکن صحیح بات وہی ہے جو مذکورہ سطروں میں بیان کی گئی ہے،سلف صالحین کا عقیدہ بھی اثباتِ نسخ ہی رہا ہے۔‘‘

(ایضاً صفحہ نمبر 44)

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ قرآن کی فلاں فلاں آیتیں منسوخ ہیں بلکہ مذہبی پیشواؤں نے اپنے اپنے وضع کردہ فارمولے کے تحت مختلف آیتوں کو منسوخ قرار دیا۔یہی وجہ ہے کہ شاہ ولی اللہ نے پانچ آیتوں کو منسوخ ثابت کیا،ایک صاحب (غالباً علامہ جلال الدین سیوطی) بائیس (22)آیات کی تنسیخ کے قائل ہیں جبکہ ایک امام صاحب پانچ سو (500)آیات کا نسخ ثابت کرتے ہیں۔

غور کریں یہ عقیدہ اس کتاب کے بارے میں اختیار کیا گیا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ {9/15} ”ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“ {سورۃ الحجر سورہ نمبر 15 آیت نمبر 9} بلاشک وشبہ قرآن کی آیات کے متعلق ناسخ و منسوخ کا عقیدہ خلافِ قرآن ہے،قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں بلکہ قرآن پورے کا پورا غیر متبدل اور کامل ہے جیسا کہ قرآن میں ہے: وَتَمَّتۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدۡقًا وَّعَدۡلًا ط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ج {115/6} مذکورہ مسئلے کا حل قرآنِ کریم میں واضح طور پر موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انسانوں کی ہدایت کیلئے جتنے بھی انبیاء مبعوث فرمائے،ان سب کو کتابیں عطا فرمائیں {213/2} اور جن کو رسول کہہ کر پکارا گیا،انہیں بھی کتابیں دی گئیں {25/57} لیکن ان سابقہ انبیاء ورسل کی امتیں اپنے نبی یا رسول کی کتاب میں تحریف کر دیتی تھیں۔(46/4) (3/186) (3/77) (3/70) (2/79) (2/75) (9/31) (22/52) (41/45) (6/92)(5/41)(5/15)۔ جس کے بعد اللہ ایک نئے نبی کو مبعوث فرمادیتا تھا یہاں تک کہ اللہ نے آخری مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اپنی آخری کتاب یعنی قرآنِ حکیم نازل کیا تو اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود لے لی {9/15} اس کو غیر متبدل اور کامل قرار دیا {115/6}۔اب اس کتاب کے کسی ایک حرف کو بھی قیامت تک کوئی انسان منسوخ نہیں کر سکتا،نہ ہی اس میں کسی قسم کی کوئی تحریف کی جا سکتی ہے۔

نسخ کا ماخذ :

مسلمانوں کی اکثریت اس بات پر حیران ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کو غیر متبدل اور محفوظ کہا ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ بعض آیات اس میں شامل ہونے سے رہ گئیں، ایسا عقیدہ رکھنا تو اللہ، رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابہؓ کی کھلی توہین کے زمرے میں آتا ہے۔ اس کا جواب ہے کہ یہ عقیدہ قرآنِ کریم کی آیات کی غلط تعبیر کرنے سے وجود میں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کی سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 106 میں سابقہ انبیاء کی وحی کے بارے میں فرمایا :

قرآن:

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ط اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ط (106/2)

ترجمہ: ’’کوئی آیت جسے ہم منسوخ کرتے ہیں یا اسے ہم بھلا دیتے ہیں، اس سے بہتر یا اس جیسی لے آتے ہیں، کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔‘‘

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 106}

جب نسخ قرآن کا عقیدہ پہلے سے ذہنوں میں راسخ ہو چکا ہو تو پھر قرآن سے آپ کچھ بھی ثابت کر لیں، حالانکہ درج بالا آیت کریمہ سے ملحق سابقہ آیت میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کن لوگوں کو جواب دے رہا ہے۔ چونکہ اہل کتاب پر یہ بات گراں گزر رہی تھی کہ ہمارے نبی پر نازل کی گئی کتاب کے بعد کسی اور پر بھی کوئی کتاب اترے لہٰذا وہ قرآن مجید پر بھی مختلف اعتراضات کرتے رہتے تھے، اللہ نے ان اہل کتاب کے دلوں میں موجود عناد کو بیان فرما کر اس کا جواب کچھ یوں دیا :

قرآن:

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ط
وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۱۰۵ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ
بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ط اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(سورۃ البقرہ 2 آیت 105 تا 106)

ترجمہ: " اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے کفر کیا وہ نہیں چاہتے اور نہ مشرک کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے کوئی بھلائی نازل کی جائے، اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔" (سابقہ انبیاء پر نازل شدہ) کوئی آیت (حکم) جسے ہم منسوخ کرتے ہیں یا اسے بھُلا دیتے ہیں، اس سے بہتر یا اس جیسا حکم لے آتے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔"

(سورۃ البقرہ 2 آیت 105 تا 106)

مذکورہ بالا آیت میں بیان کردہ نسخ سے نسخِ قرآن مراد لینا کسی لطیفے سے کم نہیں، یہاں تو سابقہ کتبِ سماویہ کے احکام کی بات ہو رہی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی ہی کتاب مانیں گے لہٰذا یہاں نسخِ تورات وانجیل و دیگر کتب سماویہ ہی ہو سکتا ہے جبکہ ہمارے مفسرین کا اصرار ہے کہ یہاں نسخِ قرآن کا ذکر ہے حالانکہ اللہ نے سابقہ آیات میں واضح کیا کہ یہود کہتے ہیں کہ ہم خدا کے خاص فضلوں کے وارث ہیں، ہم اپنے نبیوں کی کتب کو مانتے ہیں غیر کے کلام کو ماننے کیلئے تیار نہیں اس پر اللہ نے ان کے سامنے یہ کون سی دلیل پیش کر دی کہ میرا قرآن منسوخ بھی ہو جاتا ہے اور بھلا بھی دیا جاتا ہے اس لئے تم اس پر ایمان لے آؤ۔ یاللعجب

ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

سَنُقۡرِئُكَ فَلَا تَنۡسٰٓى (6/87)

ترجمہ:" ہم جلد آپ کو پڑھائیں گے، پھر آپ نہ بھولیں گے۔ "

(سورۃ الاعلیٰ 87 آیت نمبر 6)

اگر قرآن میں نسخ کو تسلیم کر لیا جائے تو یہاں اس آیت میں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم جو قرآن آپ کو پڑھائیں گے وہ آپ کو بھولے گا نہیں۔ عقیدۂ نسخ قرآن کے مطابق سورۃ الاعلیٰ 87 آیت نمبر 6 بھی منسوخ ہو جاتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ پر جو قرآن نازل فرماتا تھا، حضور ﷺ اس میں سے کچھ بھول بھی جاتے تھے۔ (نعوذ باللہ)

قائلین نسخ قرآن، تنسیخ کی کوئی دلیل پیش نہیں کرتے کہ نبی پاک کا فرمان ہے کہ مجھے اللہ نے بتایا ہے کہ فلاں آیت منسوخ ہو گئی ہے یا فرمایا ہو کہ اللہ نے فلاں آیت منسوخ کر دی ہے۔ مذہبی پیشواؤں نے محض ظن و قیاس سے کام لے کر قرآنی آیات کو منسوخ قرار دیا ہے جو کہ کسی طور قابل قبول نہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا :

قرآن:

وَاِذَا بَدَّلۡنَاۤ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ‌ ۙ وَّاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ (101/16)

ترجمہ:" اور جب ہم (سابقہ کتب میں سے) کوئی حکم کسی دوسرے حکم کی جگہ بدلتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ نازل کرتا ہے۔"

{سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 101}

قرآن:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ط وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۳۸ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ صلے ج وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ

(سورۃ الرعد 13 آیت 38 تا 39)

ترجمہ: " اور البتہ ہم نے رسول بھیجے تم سے پہلے اور ہم نے ان کو دیں بیویاں اور اولاد اور کسی رسول کیلئے (اختیار میں) نہیں ہوا کہ وہ لائے کوئی نشانی اللہ کی اجازت کے بغیر، ہر وعدہ کیلئے ایک تحریر ہے۔ اور اللہ (سابقہ کتب میں سے) جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور باقی رکھتا ہے (جو وہ چاہتا ہے) اور اس کے پاس لوح محفوظ ہے۔" (سورۃ الرعد 13 آیت 38 تا 39)

نیز دیکھیے (52/22-53)

ان آیات میں نسخ کا رُخ قرآن کی طرف موڑنے سے بذاتِ خود قرآن کا محفوظ، کامل اور غیر متبدل ہونا غلط ثابت ہو جاتا ہے لیکن مذہبی پیشوائیت کو اس کی پرواہ نہیں جو آج بھی کتب روایات کی ان احادیث کا انکار کرنے والے کو کافر کہتے ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ قرآن کی بہت سی آیات منسوخ ہیں، ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

سعید بن مسیبؒ اللہ تعالٰی کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

زنا کرنے والا مرد صرف زانیہ عورت یا مشرکہ عورت کے ساتھ شادی کرے اور زانیہ عورت کے ساتھ صرف زانی مرد یا مشرک مرد شادی کریں۔

سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں: اس آیت کو اس کے بعد والی آیت نے منسوخ کر دیا ہے، پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی:

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

تم میں سے جو بیوہ عورتیں ہیں اور جو تمہارے نیک غلام اور کنیزیں ہیں ان کی شادی کرا دو۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔1004، صفحہ نمبر۔908، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔4

گھر والوں کے رونے سے مردے کو عذاب دیا جاتا ہے۔

قرآن میں ہے کہ انسان صرف اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے:

قرآن:

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤١﴾

وہ کچھ لوگ تھے، جو گزر چکے اُن کی کمائی اُن کے لیے تھی اور تمہاری کمائی تمہارے لیے تم سے اُن کے اعمال کے متعلق سوال نہیں ہوگا۔

(سورۃ البقرہ 2 آیت 141)

قرآن:

أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ﴿٣٨﴾ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ﴿٣٩﴾

یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور یہ کہ انسان کے لیے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی" اُس نے سعی کی ہے

(سورۃ النجم 53، آیت 38 تا 39)

نیز دیکھیے:

سورۃ الزمر 39، آیت 7

سورۃ الفاطر 35، آیت 18

سورۃ الاسرا 17، آیت 15

سورۃالانعام6،آیت164

جبکہ موطاامام محمد میں ہے کہ لواحقین کے رونے سے مردے کو عذاب ہوگا:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: تم اپنے مردوں پر رویانہ کرو کیونکہ گھر والوں کے اس پر رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔319، صفحہ نمبر۔312، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔5

نئ سائنس: بچہ پیٹ میں سوکھ گیا تھا، نئے شوہر کا پانی لگا تو زندہ ہو گیا۔

عبداللہ بن ابوامیہ بیان کرتے ہیں: ایک خاتون کا شوہر فوت ہو گیا اس نے چار ماہ دس دن کی عدت پوری کی، عدت پوری کرنے کے بعد اس نے ایک اور شخص کے ساتھ شادی کرلی، پھر وہ ساڑھے چار ماہ تک دوسرے شوہر کے ہاں مقیم رہی، اس کے بعد اس نے ایک مکمل بچے کو جنم دیا، اس عورت کا شوہر حضرت عمر بن خطابؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو حضرت عمرؓ نے زمانہ جاہلیت کی خواتین کو طلب کیا اور ان سے اس مسئلے کے بارے میں دریافت کیا تو ان میں سے ایک خاتون بولی: میں اس بارے میں آپ کو بتاتی ہوں، جس وقت اس عورت کا پہلا شوہر فوت ہوا تھا، اس وقت یہ حاملہ تھی، اس دوران اس کا کچھ خون بہہ گیا جس کت نتیجے میں اس کا بچہ اس کے پیٹ میں خشک ہو گیا تو پھر جب اس عورت نے دوسرے آدمی کے ساتھ شادی کرلی تو بچے تک پانی پہنچ گیا، اس کے نتیجے میں بچہ پیٹ میں حرکت کرنے لگا اور بڑا ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے اس عورت کی بات کی تصدیق کی اور ان میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کروادی۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: تم دونوں کے بارے میں مجھ تک اچھی رائے ہی پہنچی ہے۔

تو حضرت عمرؓ نے اس بچے کے نسب کو (اس عورت کے) پہلے (شوہر) کے ساتھ لاحق کر دیا۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔547، صفحہ نمبر۔527، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔6

صحابیؓ نے قرآن کی مخالفت کا اعلان کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

وَلَن تَسۡتَطِيعُوٓاْ أَن تَعۡدِلُواْ بَيۡنَ ٱلنِّسَآءِ وَلَوۡ حَرَصۡتُمۡۖ فَلَا تَمِيلُواْ كُلَّ ٱلۡمَيۡلِ فَتَذَرُوهَا كَٱلۡمُعَلَّقَةِۚ وَإِن تُصۡلِحُواْ وَتَتَّقُواْ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورٗا رَّحِيمٗا ﴿١٢٩﴾

بیویوں کے درمیان پورا پورا عدل کرنا تمہارے بس میں نہیں ہے تم چاہو بھی تو اس پر قادر نہیں ہو سکتے لہٰذا (قانون الٰہی کا منشا پورا کرنے کے لیے یہ کافی ہے کہ) ایک بیوی کی طرف اِس طرح نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو ادھر لٹکتا چھوڑ دو اگر تم اپنا طرز عمل درست رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو اللہ چشم پوشی کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

(سورۃ النسا4،آیت نمبر۔129)

اللہ تعالیٰ نے بیویوں کے درمیان عدل کا حکم دیا ہے اور فرمایا کہ کسی ایک کی طرف ہی نہ جھک جانا لیکن درج ذیل روایت میں ایک صحابیؓ کو قرآن کے اس حکم کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے دکھایا جارہا ہے (العیاذ باللہ)۔

حدیث:

حضرت رافع بن خدیجؓ کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ انہوں نے محمد بن سلمہؓ کی صاحبزادی کے ساتھ شادی کرلی، انہوں نے ایک اور نوجوان خاتون کے ساتھ بھی شادی کرلی، ان کی توجہ اس نوجوان بیوی کی طرف زیادہ تھی تو ان کی پہلی اہلیہ نے طلاق کا مطالبہ کر دیا، انہوں نے اس خاتون کو ایک طلاق دے دی، لیکن اسے اپنے پاس روکے رکھا، جب اس عورت کی عدت پوری ہونے لگی تو انہوں نے پھر اس سے رجوع کر لیا اس دوران ان کی توجہ اپنی نوجوان بیوی کی طرف ہی مبذول رہی، ان کی پہلی بیوی نے پھر طلاق کا مطالبہ کر دیا، انہوں نے پھر اسے ایک طلاق

دے دی، اور اسے یوں ہی رہنے دیا یہاں تک کہ جب اس کی عدت ہو ری ہونے لگی تو اس سے رجوع کر لیا لیکن ان کی توجہ پھر بھی اپنی نوجوان بیوی کی طرف ہی مائل رہی، ان کی پہلی بیوی نے پھر ان سے طلاق کا مطالبہ کیا، تو حضرت رافعؓ نے ان سے کہا: اگر تم چاہتی ہو تو ٹھیک ہے، اب صرف ایک طلاق باقی رہ گئی ہے اگر تم اسی طرح یہاں رہنا چاہتی ہو کہ میں دوسری بیوی کی طرف زیادہ متوجہ رہوں تو ٹھیک ہے، اگر تم چاہتی ہو تو میں تمہیں طلاق دے دیتا ہوں، تو اس خاتون نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ اسے مجھ پر ترجیح دیں، میں آپ کے ساتھ ہی رہوں گی۔ تو حضرت رافعؓ نے اسے اسی طرز عمل کے ساتھ اپنے پاس رہنے دیا کیونکہ اس خاتون نے ان کے پاس رکنے کا فیصلہ کیا تھا اگرچہ وہ اس کے ساتھ ترجیحی سلوک کریں۔ (راوی کہتے ہیں) حضرت رافعؓ نے اس میں کوئی حرج نہیں سمجھا کہ جب اس عورت نے ترجیحی سلوک کے ساتھ ان کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔586، صفحہ نمبر۔558، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔7

پانچ دفعہ دودھ پلانے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے، جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو یہ بات قرآن کا حصہ تھی۔

حفاظتِ قرآن کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ(9/15)

" بے شک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

(سورۃ الحجر سورہ نمبر 15آیت نمبر9)

موطاامام محمد میں ہے:

حدیث:

امام مالک بیان کرتے ہیں: ابن شہاب سے بڑی عمر کے شخص کے دودھ پینے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو وہ بولے: عروہ بن زبیر نے مجھے یہ بات بتائی ہے کہ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہؓ جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں اور جنہیں غزوہ بدر میں شرکت کا شرف حاصل ہے، انہوں نے سالم کو منہ بولا بیٹا بنالیا تھا، سالم کو مولیٰ ابو حذیفہ بھی کہا جاتا تھا، یہ بالکل اسی طرح تھا جس طرح نبی اکرم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو منہ بولا بیٹا بنایا تھا ، پھر حضرت ابو حذیفہؓ نے سالم کا نکاح بھی کروادیا، حضرت ابو حذیفہؓ سالم کو اپنا بیٹا ہی سمجھتے تھے، انہوں نے سالم کی

شادی اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولیدؓ کے ساتھ کی تھی، جو ہجرت کرنے والی ابتدائی خواتین میں سے ایک تھیں اور اس وقت قریش کی معزز بیوہ تھیں، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت زیدؓ کے بارے میں وہ حکم نازل کیا جس میں اس نے فرمایا: ''اس طرح کے لوگوں کو تم ان کے حقیقی باپ کے حوالے سے بلاؤ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ چیز انصاف کے زیادہ قریب ہے۔'' تو ہر وہ شخص جو اپنے منہ بولے باپ کی طرف منسوب ہوتا تھا اس کا یہ تعلق ختم کر دیا گیا، اگر کسی کے باپ کا پتا نہیں تھا تو اسے اپنے آزاد کرنے والے آقا کی طرف منسوب کیا گیا۔ حضرت ابو حذیفہؓ کی اہلیہ صالحہ بنت سہیل جن کا تعلق بنو عامر سے تھا، وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، انہوں نے عرض کی: ہم تو سالم کو اپنا بچہ ہی سمجھتے تھے اور وہ میرے ہاں آجایا کرتا تھا جبکہ میں نے سر پر کوئی چادر وغیرہ بھی نہیں لی ہوتی تھی تو ہمارا تو گھر بھی ایک ہی ہے۔ تو آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: راوی کہتے ہیں کہ جہاں تک ہم تک یہ روایت پہنچی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں: تم اسے پانچ مرتبہ دودھ پلا دو تو وہ تمہارے دودھ کی وجہ سے تمہارے لیے حرام ہو جائے گا۔

تو سیدہ صالحہ بنت سہلؓ اس لڑکے کو اپنا رضاعی بیٹا سمجھتی تھیں۔ سیدہ عائشہؓ نے اس روایت کے مطابق فتویٰ دیا ہے، وہ جس شخص کے بارے میں یہ پسند کرتی تھیں کہ وہ شخص ان کے ہاں اندر آجایا کرے تو وہ ام کلثوم کو یا اپنی کسی بھتیجی کو یہ ہدایت کرتی تھیں کہ وہ اسے دودھ پلا دے، تاکہ وہ شخص سیدہ عائشہؓ کے ہاں اندر آجایا کرے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ کی دیگر ازواج نے سیدہ عائشہؓ کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ اس طرح کی رضاعت کے نتیجے میں کوئی شخص ان کے ہاں اندر آجائے۔ دیگر ازواج مطہراتؓ کہتی ہیں: ہم نے عائشہؓ سے یہ کہا: اللہ کی قسم! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے صالحہ بنت سہیل کو جو حکم دیا تھا وہ صرف خصوصی اجازت تھی جو ان کیلئے سالم کو دودھ پلانے کے حوالے سے تھی اور یہ نبی اکرم ﷺ کی طرف سے تھی۔ اس طرح کی رضاعت کے ذریعے کوئی ہمارے ہاں اندر نہیں آسکتا۔ بڑی عمر کے شخص کی رضاعت کے بارے میں دیگر ازواج مطہراتؓ کا نظریہ یہ تھا۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔ 627، صفحہ نمبر۔ 580، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

یہ واقعہ حدیث کی دیگر کتب میں بھی موجود ہے جس میں اصل اعتراض واضح ہوتا ہے، ملاحظہ کیجئے:

اللہ کا فرمان ہے کہ قرآن محفوظ ہے، سنن ابوداؤد کی درج ذیل روایت کے مطابق قرآن میں رضاعت کی آیت بھی موجود تھی (جو کہ اب موجود نہیں) اب قرآن کی بات مانیں تو بندہ منکر حدیث اور حدیث کی بات مانیں دین سے فارغ:

رجم اور رضاعت کی آیتیں کاغذ پر لکھی ہوئی تخت کے نیچے پڑی تھیں، بکری آئی اور کھا گئی

حدیث :

حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاق، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "لَقَدْ نَزَلَتْ آيَةُ الرَّجْمِ، وَرَضَاعَةُ الْكَبِيرِ عَشْرًا وَلَقَدْ كَانَ فِي صَحِيفَةٍ تَحْتَ سَرِيرِي، فَلَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَشَاغَلْنَا بِمَوْتِهِ دَخَلَ دَاجِنٌ فَأَكَلَهَا".

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رجم کی آیت اور بڑی عمر کے آدمی کو دس بار دودھ پلا دینے کی آیت اتری، اور یہ دونوں آیتیں ایک کاغذ پہ لکھی ہوئی میرے تخت کے نیچے تھیں، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، اور ہم آپ کی وفات میں مشغول تھے ایک بکری آئی اور وہ کاغذ کھا گئی۔

(سنن ابنِ ماجہ، حدیث نمبر۔1944)

رضاعت کی آیت قرآن میں موجود تھی

حدیث :

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: "كَانَ فِيمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ سَقَطَ لَا يُحَرِّمُ إِلَّا عَشْرُ رَضَعَاتٍ، أَوْ خَمْسٌ مَعْلُومَاتٌ".

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پہلے قرآن میں یہ آیت تھی، پھر وہ ساقط و منسوخ ہو گئی، وہ آیت یہ ہے «لایحرم إلا عشر رضعات أو خمس معلومات» دس یا پانچ مقرر رضاعتوں کو واجب کرنے والی رضاعت ثابت ہوتی ہے ۱۔

(سنن ابنِ ماجہ، حدیث نمبر۔1942)

جوان آدمی کو دودھ پلاؤ

حدیث :

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أَرَى فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ الْكَرَاهِيَةَ مِنْ دُخُولِ سَالِمٍ عَلَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَرْضِعِيهِ"، قَالَتْ: كَيْفَ أُرْضِعُهُ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيرٌ؟ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: "قَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُ رَجُلٌ كَبِيرٌ" فَفَعَلَتْ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: مَا رَأَيْتُ فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ شَيْئًا أَكْرَهُهُ بَعْدُ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا: اللہ کے رسول! سالم کے ہمارے پاس آنے جانے کی وجہ سے میں ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر ناگواری محسوس کرتی ہوں، یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم سالم کو دودھ پلا دو“، انہوں نے کہا: میں انہیں دودھ کیسے پلاؤں گی وہ بڑی عمر کے ہیں؟! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: ”مجھے معلوم ہے کہ وہ بڑی عمر کے ہیں“، آخر سہلہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

آئیں اور کہا: میں نے ابو حذیفہ کے چہرے پر اس کے بعد کوئی ایسی بات محسوس نہیں کی جسے میں ناپسند کروں، اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔

(سنن ابنِ ماجہ، حدیث نمبر۔1943)

ایک یا دو بار دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی

حدیث :

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْهُ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ وَلَا الرَّضْعَتَانِ أَوِ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ".

ام الفضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک یا دو بار دودھ پینے یا چوسنے سے حرمت کو واجب کرنے والی رضاعت ثابت نہیں ہوتی“۔

(سنن ابنِ ماجہ، حدیث نمبر۔1940)

(سنن ابنِ ماجہ، حدیث نمبر۔1941)

باب نمبر۔8

چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نےاِرشاد فرمایا :

قرآن:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٣٨﴾
فَمَن تَابَ مِن بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (5/38-39)

ترجمہ:'' چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ سزا ہے اُس کی جو اُنہوں نے کیا، عبرت ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ پس جس نے توبہ کی اپنے ظلم کے بعد اور اِصلاح کر لی تو بے شک اللہ اُس کی توبہ قبول کرتا ہے، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''(سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 38 تا 39)

اس کے مقابلے میں روایت ملاحظہ کیجئے:

حدیث:

سائب بن یزید بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو حضرمیؓ حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس اپنے غلام کو لے کر آئے اور بولے: اس کا ہاتھ کاٹ دیں کیونکہ اس نے چوری کی ہے، انہوں نے دریافت کیا: اس نے کیا چوری کی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا اس نے میری بیوی کا شیشہ چوری کر لیا ہے جس کی قیمت ساٹھ درہم تھی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اسے چھوڑ دو، اس کو ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جا سکتی، تمہارے خادم نے تمہارے سامان کو چوری کر لیا ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔682، صفحہ نمبر۔638، ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار، لاہور)

پھل اور بکری چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

حدیث:

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابو حسین بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے لٹکے ہوئے پھل کو چوری کرنے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، اور پہاڑ پر کسی محافظ کے بغیر چلنے والی بکری کو چوری کرنے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا لیکن جب اس بکری کو باڑے میں رکھا جائے یا پھل کو گودام میں رکھ دیا جائے تو اب اس کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا جبکہ اس کی قیمت ڈھال کی قیمت جتنی ہو۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔683، صفحہ نمبر۔640، ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار، لاہور)

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔684، صفحہ نمبر۔641، ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار، لاہور)

جو اچک کر کوئی چیز اٹھالے، اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

حدیث:

ابن شہاب بیان کرتے ہیں: مروان بن حکم کے عہد حکومت میں ایک شخص نے اچک کر کوئی چیز اٹھالی تو مروان نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا ارادہ کیا، حضرت زید بن ثابتؓ مروان کے پاس آئے اور اسے بتایا: اس شخص کو ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جاسکتی۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔691، صفحہ نمبر۔649، ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار، لاہور)

درج بالا حدیثوں کو جسٹیفائی کرنے کیلئے جو دلائل پیش کیے جاتے ہیں ان کا رد درج ذیل روایت میں ایڈوانس پیش کیا جارہا ہے، ملاحظہ کیجئے:

مفرور غلام چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

حدیث:

نافعؒ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ایک مفرور غلام نے چوری کر لی تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اسے سعید بن العاص کے پاس بھیجا تا کہ وہ اس کا ہاتھ کاٹ دیں۔ حضرت سعید نے اس کا ہاتھ کاٹنے سے انکار کر دیا اور بولے: مفرور غلام جب چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا تو حضرت عبداللہؓ نے ان سے دریافت کیا: کیا تم نے اللہ کی کتاب میں یہ حکم پایا ہے؟ کہ مفرور غلام کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا؟ پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے حکم کے تحت اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔690، صفحہ نمبر۔648، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔9

رجم

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں زِنا کے مرتکب مرد و عورت کی سزا سو سو کوڑے مقرر کی ہے۔ زانی اور زانیہ کنوارے ہوں یا رنڈوے، شادی شدہ ہوں یا طلاق یافتہ اللہ نے اِس کی کوئی تخصیص نہیں کی۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ص وَّلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِيْنِ اللهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ج وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (2/24)

ترجمہ: ”زناکار عورت اور مرد میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو، اور اُن پر اللہ کا حکم چلانے میں ترس نہ کھاؤ، اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر اِیمان رکھتے ہو، اور چاہیے کہ اُن کی سزا کے وقت حاضر ہو مسلمانوں کی ایک جماعت“۔

(سورۃ نور 24 آیت 2)

لیکن حریفانِ قرآن، اللہ تعالیٰ کے اِس قانون کو ماننے کیلئے تیار نہیں، اِن کا کہنا ہے کہ اگر شادی شدہ مرد و عورت زِنا کا اِرتکاب کریں تو اُن کی سزا رجم ہے۔ اِس بات کو سچا ثابت کرنے کیلئے مختلف روایات وضع کی گئیں اور اُنہیں مقدس ہستیوں سے منسوب کر دیا گیا۔ ملاحظہ کیجیے :

سنگساری کا حکم اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: سنگسار کرنے کا حکم اللہ تعالٰی کی کتاب میں موجود ہے، جو مرد اور عورت محصن ہونے کے باوجود زنا کا ارتکاب کر لیں، جب ان کے خلاف گواہی قائم ہو جائے یا (عورت) حاملہ ہو جائے یا وہ اعتراف کر لیں (تو انہیں سنگسار کرنا) لازم ہے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔692، صفحہ نمبر۔651، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

اندازہ کریں! درج بالا روایت میں کہا جا رہا ہے کہ رجم کا حکم اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔۔۔ خدا معلوم وہ کون کی کتاب ہے جس میں یہ حکم موجود ہے، قرآن میں تو یہ حکم موجود نہیں۔

حضرت عمرؓ کا بیان کہ رجم کی آیت ہم تلاوت کیا کرتے تھے۔

سعید بن مسیبؒ بیان کرتے ہیں: جب حضرت عمر بن خطابؓ منٰی سے روانہ ہوئے تھے تو انہوں نے ابطح کے مقام پر اپنے اونٹ کو بٹھایا، پھر انہوں نے وہاں سے کنکریاں ہٹا کر وہاں اپنا کپڑا بچھایا اور سیدھے لیٹ گئے، انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور دعا کی: "اے اللہ! میری عمر زیادہ ہو گئی ہے میری قوت کمزور ہو گئی ہے، میری رعایا پھیل چکی ہے تو اس حالت میں مجھے اپنی بارگاہ میں بلا نا کہ میں نے کوئی شرعی حکم ضائع نہ کیا ہو اور کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہ کی ہو۔" اس کے بعد حضرت عمرؓ مدینہ منورہ تشریف لے آئے، وہاں لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے یہ کہا: "اے لوگو! تمہارے لئے سنت کے احکام واضح کیے جا چکے ہیں اور شرائط کو مقرر کیا جا چکا ہے اور تمہیں واضح (شریعت) پر چھوڑا گیا ہے۔" اس کے بعد انہوں نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارتے ہوئے یہ کہا: " البتہ تم دائیں بائیں ہو کر لوگوں کو گمراہ نہ کر دینا اور اس بات سے بچنا کہ سنگسار کے حکم سے متعلق آیت کے بارے میں تم ہلاکت کا شکار ہو جاؤ یعنی کوئی شخص یہ کہے کہ ہمیں دو طرح کی حد کا حکم اللہ کی کتاب میں نہیں ملتا (حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سنگسار کروایا ہے) اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں

میری جان ہے! مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ یہ کہیں گے کہ عمر بن خطاب نے اللہ کی کتاب میں اضافہ کر دیا ہے تو میں ان آیات کو تحریر کرواتا۔

الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموهما البتة۔

ترجمہ: عمر رسیدہ مرد اور عمر رسیدہ عورت (یعنی شادی شدہ عورت اور شادی شدہ مرد) جب زنا کا ارتکاب کریں تو انہیں ضرور سنگسار کرو۔

حضرت عمرؓ نے کہا: ہم اس آیت کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ سعید بن مسیبؒ کہتے ہیں: جب ہی ذوالحج کا مہینہ ختم ہوا تو حضرت عمرؓ کو شہید کر دیا گیا۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔693، صفحہ نمبر۔651، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

حضور ﷺ نے رجم کیا۔

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت زید بن کالد جہنیؓ بیان کرتے ہیں: دو آدمی اپنا مقدمہ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان میں سے ایک نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! آپ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کیجئے۔ دوسرا شخص جوان دونوں میں زیادہ سمجھدار تھا، اس نے عرض کی: جی ہاں یا رسول اللہ! ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق ہی فیصلہ کیجئے لیکن آپ مجھے کچھ عرض کرنے کی اجازت دیجئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم بولو! وہ بولا: میرا بیٹا اس شخص کے ہاں ملازم تھا، اس نے اس شخص کی بیوی کے ساتھ زنا کر لیا، لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو ایک سو کوڑے لگائے جائیں گے تو میں نے اس کے فدیہ کے طور پر ایک سو بکریاں اور ایک کنیز دے دی ہے، پھر اس کے بعد میں نے اہل علم سے سوال کیا، انہوں نے مجھے بتایا: میرے بیٹے کو ایک سو کوڑے لگیں گے اور ایک سال کیلئے جلاوطن کیا جائے گا اور اس شخص کی بیوی کو سنگسار کیا جائے گا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں تم دونوں کے

درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا، جہاں تک تمہاری بکریوں اور تمہاری کنیز کا تعلق ہے تو وہ تمہیں واپس مل جائیں گی، نبی اکرم ﷺ نے اس کے بیٹے کو ایک سو کوڑے لگانے اور ایک سال کیلئے جلاوطن کرنے کا حکم دیا، تو پھر نبی اکرم ﷺ نے حضرت انیس اسلمی کو حکم دیا کہ وہ دوسرے شخص کی بیوی کے پاس جائیں، اگر وہ اعتراف کر لیتی ہے تو اسے سنگسار کر دیں، اس عورت نے اعتراف کر لیا تو حضرت انیسؓ نے اسے سنگسار کر دیا۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔695، صفحہ نمبر۔654، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔700، صفحہ نمبر۔657، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

قارئین کرام! اِن احادیث کے غلط ہونے کا سب سے بڑا ثبوت سورۃ النور 24 آیت نمبر 2 میں موجود ہے، جہاں زِنا کی سزا سو (100) کوڑے مقرر کی گئی ہے، ملاحظہ کیجیے :

قرآن:

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِىۡ فَاجۡلِدُوۡا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا مِائَةَ جَلۡدَةٍ ص وَّلَا تَاۡخُذۡكُمۡ بِهِمَا رَاۡفَةٌ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ج وَلۡيَشۡهَدۡ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ (2/24)

ترجمہ: ’’زِناکار عورت اور مرد میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو، اور اُن پر اللہ کا حکم چلانے میں ترس نہ کھائو، اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر اِیمان رکھتے ہو، اور چاہیے کہ اُن کی سزا کے وقت حاضر ہو مسلمانوں کی ایک جماعت‘‘۔

(سورۃ نور 24 آیت 2)

2. فرمان خداوندی ہے :

قرآن:

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ز وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ج وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (3/24)

ترجمہ:" زانی مرد نکاح نہیں کرتا سوائے زانیہ عورت یا مشرکہ سے اور زانیہ عورت نکاح نہیں کرتی سوائے زانی مرد یا مشرک سے اور یہ (ایسا نکاح) مومنوں پر حرام کیا گیا ہے۔"

{سورۃ نور 24 آیت 3}

اِس آیت سے بھی رجم کی نفی ہوتی ہے اور یہ ثابت ہو رہا ہے کہ زِنا کرنے والے سزا بھگتنے کے بعد زندہ رہتے ہیں جبکہ رجم میں زِنا کرنے والوں کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔

3. اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ط (25/4)

ترجمہ:" پس جب یہ لونڈیاں نکاح میں آجائیں پھر اگر وہ بے حیائی کا کام کریں تو اُنہیں آدھی سزا ہے اُس سزا سے جو آزاد عورتوں کی ہے۔

{سورۃ النساء 4 آیت نمبر 25}

اللہ تعالیٰ نے زِنا کی سزا سو(100) کوڑے مقرر کی ہے(2/24)۔ جس کا نصف ہو سکتا ہے لیکن مذہبی پیشوائیت کی مقرر کردہ سزا یعنی رجم کا نصف ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ اِس بات کا ثبوت ہے کہ اِسلام میں رجم نہیں۔

4۔ حدیث نمبر(692)اور(693) میں بتایا گیا ہے کہ رجم کی آیت قرآن کا حصّہ تھی لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے ڈر سے اُسے قرآن میں شامل نہیں کیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ :

فرمانِ خداوندی ہے :

قرآن:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (9/15)

ترجمہ: بے شک ہم ہی نے قرآن نازل کیا اور بے شک ہم ہی اِس کے نگہبان ہیں۔ {سورۃ الحجر 15 آیت نمبر 9}۔

(الف) حدیث نمبر(692)اور(693) کے مطابق قرآن میں رجم کی آیت موجود نہیں۔ کیا خُدا قرآن کی حفاظت کرنے میں (نعوذ باللہ) ناکام ہو گیا۔؟

(ب) حدیث نمبر(693) میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے ڈر سے رجم کی آیت قرآن میں داخل نہ کی۔ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابیؓ سے اِتنی بڑی جسارت کی توقع کرنا درست ہے کہ آپؓ نے اللہ کی ناراضگی پر لوگوں کی ناراضگی کو ترجیح دی۔؟

(ج) اگر رجم کی آیت واقعی قرآن کی آیت تھی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسے قرآن میں شامل کر دیتے تو کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، قرآن کی تکمیل پر ناراض ہو جاتے؟۔۔۔۔۔۔۔یقیناً نہیں۔۔۔۔۔۔۔تو پھر "لوگوں کا ڈر" چہ معنی دارد۔

رجم گمراہ قوموں کا عمل :

☆حضرت اِبراہیم علیہ السلام کو آپؑ کے والد نے کہا :

قرآن:

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ج لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا (46/19)

ترجمہ: '' اس نے جواب دیا کہ اے ابراہیم ! کیا تُو ہمارے معبودوں سے رُو گردانی کر رہا ہے، سُن اگر تُو باز نہ آیا تو میں تجھے رجم کر دوں گا، جا، ایک مدّتِ دراز تک مجھ سے الگ رہ۔'' (سورۃ مریم 19 آیت نمبر 46)

☆اصحاب قریہ نے رسولوں سے کہا :

قرآن:

قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ج لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ (18/36)

ترجمہ: ''اُنہوں نے کہا کہ ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں، اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں رجم کر دیں گے اور تم کو ہماری طرف سے سخت تکلیف پہنچے گی۔''(سورۃ یاسین 36 آیت نمبر 18)

☆اصحاب کہف میں سے ایک نے دوسرے کو مخاطب کر کے کہا :

قرآن:

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ط قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ط قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ط قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ط فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ

فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۔ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا (18/19-20)

ترجمہ: ” اور ہم نے اِسی طرح اُنہیں اُٹھایا تا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں، اُن میں سے ایک کہنے والے نے کہا تم یہاں کتنی دیر رہے ؟ اُنہوں نے کہا ہم رہے ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ، اُنہوں نے کہا تمہارا ربّ خوب جانتا ہے تم کتنی مدت رہے ہو، پس اپنے میں سے ایک کو اپنا یہ روپیہ دے کر بھیجو شہر کی طرف، پس وہ دیکھے کون سا کھانا پاکیزہ تر ہے، تو وہ اس سے تمہارے لئے لے آئے اور نرمی کرے اور کسی کو تمہاری خبر نہ دے بیٹھے۔ بے شک اگر وہ تمہاری خبر پالیں گے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے یا تمہیں لوٹا لیں گے اپنی ملت میں اور اس صورت میں تم ہر گز کبھی فلاح نہ پاؤ گے۔“ (سورۃ الکھف 18 آیت نمبر 19 تا 20)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔10

غلام لونڈیوں کی سزا آزاد کی بہ نسبت آدھی نہیں ہے۔

اللہ تعالٰی نے تہمت لگانے کی سزا اسّی کوڑے مقرر فرمائی ہے، ملاحظہ کریں:

تہمت لگانے کی سزا اسّی کوڑے ہے

قرآن:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٤﴾

اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں، ان کو اسی کوڑے مارو اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو، اور وہ خود ہی فاسق ہیں۔

(سورۃ النور 24، آیت نمبر۔4)

اور فرمایا کہ غلام لونڈیوں کی سزا آزاد لوگوں سے آدھی ہے، ملاحظہ کیجئے:

غلام لونڈیوں کی سزا آزار کی نسبت آدھی ہے

قرآن:

وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا أَن يَنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُم ۚ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۚ فَانكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ ۚ فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ

أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنكُمْ ۚ وَأَن تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٥﴾

اور جو شخص تم میں سے اتنی مقدرت نہ رکھتا ہو کہ خاندانی مسلمان عورتوں (محصنات) سے نکاح کر سکے اسے چاہیے کہ تمہاری اُن لونڈیوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح کر لے جو تمہارے قبضہ میں ہوں اور مومنہ ہوں اللہ تمہارے ایمانوں کا حال خوب جانتا ہے، تم سب ایک ہی گروہ کے لوگ ہو، لہٰذا اُن کے سرپرستوں کی اجازت سے اُن کے ساتھ نکاح کر لو اور معروف طریقہ سے اُن کے مہر ادا کر دو، تاکہ وہ حصار نکاح میں محفوظ (محصنات) ہو کر رہیں، آزاد شہوت رانی کرتی پھریں اور نہ چوری چھپے آشنائیاں کریں پھر جب وہ حصار نکاح میں محفوظ ہو جائیں اور اس کے بعد کسی بد چلنی کی مرتکب ہوں تو ان پر اُس سزا کی بہ نسبت آدھی سزا ہے جو خاندانی عورتوں (محصنات) کے لیے مقرر ہے یہ سہولت تم میں سے اُن لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے جن کو شادی نہ کرنے سے بند تقویٰ کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہو لیکن اگر تم صبر کرو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے، اور اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

(سورۃ النسا 4، آیت نمبر۔25)

قرآن کے ان واضح احکامات کے باوجود موطا امام محمد میں حضرت عمر بن عبد العزیزؒ سے خلافِ قرآن بات منسوب کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو حدیث کے نام پر دھوکہ دیا جا رہا ہے، ملاحظہ کیجئے:

غلام لونڈیوں کو آزاد لوگوں کے برابر سزا دی جاتی تھی

حدیث:

عمر بن عبد العزیزؒ کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ انہوں نے زنا کا الزام لگانے کی وجہ سے ایک غلام کو اسّی کوڑے لگائے۔ ابو زناد کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عامر سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: میں نے حضرت عثمان غنیؓ اور بعد کے خلفا کا زمانہ پایا ہے، میں نے ان میں سے کسی کو بھی نہیں دیکھا کہ اس نے زنا کا الزام لگانے کی وجہ سے کسی غلام کو پچاس سے زیادہ کوڑے لگائے ہوں۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔706، صفحہ نمبر۔662، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔11

نذر

قرآنِ مجید میں ہے کہ :

قرآن:

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا (7/76)

ترجمہ: " (مومن وہ ہیں جو)اپنی نذریں پوری کرتے ہیں اور وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہو گی۔"

{سورۃ الدھر سورہ نمبر76آیت نمبر7}

حج کے سلسلے میں ایک جگہ فرمایا :

قرآن:

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ (29/22)

ترجمہ: " پھر چاہیے کہ اپنا میل کچیل دور کریں،اور اپنی نذریں (منّتیں)پوری کریں،اور قدیم گھر (بیت اللہ)کا طواف کریں۔"

{سورۃ الحج سورہ نمبر22آیت نمبر29}

قرآن:

وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ ط وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ (270/2)

ترجمہ: ” اور جو تم خرچ کروگے کوئی خیرات، یا تم کوئی نذر مانو گے، تو بے شک اللہ اسے جانتا ہے اور ظالموں کیلئے کوئی مددگار نہیں۔“

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 270}

قرآن:

فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۚ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا (26/19)

ترجمہ: ” تو کھا اور پی اور آنکھیں ٹھنڈی کر، پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو کہہ دے کہ میں نے رحمٰن کیلئے روزہ کی نذر مانی ہے، پس آج ہرگز کسی آدمی سے کلام نہ کروں گی۔“

{سورۃ مریم سورہ نمبر 19 آیت نمبر 26}

قرآن:

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (35/3)

ترجمہ:” جب عمران کی بی بی نے کہا اے میرے ربّ! جو میرے پیٹ میں ہے، میں نے تیری نذر کیا (سب سے) آزاد رکھ کر، سو تو مجھ سے قبول کر لے، بے شک تو سننے والا، جاننے والا ہے۔“

{سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 35}

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ نذر یا منّت ماننا کوئی گناہ کی بات نہیں بلکہ فرمایا کہ مومن وہ ہیں جو اپنی نذریں پوری کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ قرآن نے یہ بات بھی واضح کی ہے کہ ہر انسان اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے اور کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا:

قرآن:

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (165/6)

ترجمہ: ''کوئی اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔''

{سورۃ الانعام 6 آیت 165}

قرآن:

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤١﴾

وہ کچھ لوگ تھے، جو گزر چکے اُن کی کمائی اُن کے لیے تھی اور تمہاری کمائی تمہارے لیے تم سے اُن کے اعمال کے متعلق سوال نہیں ہو گا۔

(سورۃ البقرہ 2 آیت 141)

قرآن:

أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ﴿٣٨﴾ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ﴿٣٩﴾

یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور یہ کہ انسان کے لیے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی" اُس نے سعی کی ہے

(سورۃ النجم 53، آیت 38 تا 39)

نیز دیکھیے:

سورۃ الزمر 39، آیت 7

سورۃ الفاطر 35، آیت 18

سورۃ الاسرا 17، آیت 15

سورۃ الانعام 6، آیت 164

قرآن کی اس وضاحت کے باوجود موطا امام محمد میں لکھا ہے کہ والدین کی نذریں اولاد پوری کرے، ملاحظہ کیجئے:

ماں کی نذر کو بیٹی پورا کرے۔

عبداللہ بن ابو بکر اپنی پھوپھی کے حوالے سے اپنی دادی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے مسجد قبا تک پیدل جانے کی نذر مانی، اسی دوران ان کا انتقال ہو گیا انہوں نے اس نذر کو پورا نہیں کیا تھا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس خاتون کی صاحبزادی کو یہ حکم دیا کہ تم اس خاتون کی طرف سے پیدل چل کر جاؤ۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔744، صفحہ نمبر۔691، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

والد کی نذر بیٹا پوری کرے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں: حضرت سعد بن عبادہؓ نے نبی اکرم ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا: میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، ان کے ذمے نذر لازم تھی جسے انہوں نے پورا نہیں کیا تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم وہ ان کی طرف سے پوری کر دو۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔750، صفحہ نمبر۔697، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

صحیح بخاری میں تو نذر کا کلیتاً انکار کیا جا رہا ہے، ملاحظہ کیجئے:

حدیث:

” عبداللہ بن مرّہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نذر سے منع فرمایا کہ یہ کسی چیز کو روک نہیں سکتی ہاں اتنا ہے کہ اس کے ذریعے بخیل کا مال نکلوا دیا جاتا ہے“۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الایمان والنذور حدیث نمبر 1597 صفحہ نمبر 621)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الایمان والنذور حدیث نمبر 1596 صفحہ نمبر 621)

اچھی یا بُری نذر ماننا ایک الگ موضوع ہے۔ ہمارا افسوس اس بات پر ہے کہ حدیث میں نذر کو بالکل مسترد کر دیا گیا ہے جو کہ قرآن کے خلاف ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔12

جھاڑ پھونک

پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ نے قرآن انسان کی ہدایت کیلئے نازل کیا ہے:

قران :

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ

یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی بھی شک نہیں پرہیز گاروں کے لیے ہدایت ہے

(سورۃ البقرہ 2،آیت نمبر۔29

قران :

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ

رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے

(سورۃ البقرہ 2،آیت نمبر۔185)

اللہ نے قرآن کو جھاڑ پھونک اور منتروں کیلئے نازل نہیں کیا، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

قران :

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط (44/5)

”میری آیتوں کو تھوڑے تھوڑے مول پر نہ بیچو۔“

{سورۃ المائدۃ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 44}

قران :

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ز (41/2)

ترجمہ: ''میری آیتوں کو تھوڑے مول پر نہ بیچو۔''

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 41}

ایک جگہ فرمایا :

قران :

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا لا اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ صلے ج وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

(174/2)

ترجمہ: ''بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اُتاری ہوئی کتاب چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی تھوڑی سی قیمت پر بیچتے ہیں، یقین مانو کہ یہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ کرے گا، نہ ان کو پاک کرے گا بلکہ ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔''(سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 174)

''تھوڑے مول پر نہ بیچو'' کا یہ مطلب نہیں کہ زیادہ معاوضہ مل جائے تو مہنگے داموں فروخت کردو، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں دنیا کی ہر چیز کو آخرت کے مقابلے میں ''قلیل'' کہا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :

قران :

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ج (77/4)

''آپ ؐ فرمادیں دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے۔''

قران :

اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ج فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْل" (38/9)

ترجمہ: ''کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا؟ سو (کچھ بھی) نہیں ہے زندگی کا سامان آخرت کے مقابلہ میں مگر قلیل۔'' (سورۃ التوبۃ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 38)

لہٰذا مطلب یہ ہے کہ دنیاوی مفاد حاصل کرنے کیلئے دین فروشی مت کرو۔ لیکن موطا امام محمد کی درج ذیل روایتوں میں حضور ﷺ اور حضرت عائشہ سے منسوب کیا جا رہا ہے کہ یہ ہستیاں قرآن کو بطور جھاڑ پھونک اور جنتر منتر کیلئے استعمال کرنے پر یقین رکھتی تھیں، ملاحظہ کیجئے (نقلِ کفر کفر نہ باشد) :

حضرت عائشہؓ اپنی بیماری کی شفا کیلئے ایک یہودی عورت سے دم کراتی تھیں۔

حدیث:

عمرہ بنت عبدالرحمٰن بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیقؓ سیدہ عائشہؓ کے پاس تشریف لائے، سیدہ عائشہؓ اس وقت بیمار تھیں اور ایک یہودی عورت ان کو دم کر رہی تھی تو آپ نے فرمایا: اسے اللہ کی کتاب کی آیات پڑھ کر دم کرو۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔876، صفحہ نمبر۔813، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

حضور ﷺ نے نظر کا دم کرنے کا حکم دیا۔

حدیث:

عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ سیدہ ام سلمہؓ کے گھر میں داخل ہوئے تو وہاں ایک بچہ موجود تھا جو رو رہا تھا، اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا کہ بچے کو نظر لگ گئی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اسے نظر لگنے کا دم کیوں نہیں کرتے؟۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔877، صفحہ نمبر۔813، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

حدیث:

نافع بن جبیر، حضرت عثمان بن ابوالعاص کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عثمانؓ نے عرض کی: مجھے اتنی تکلیف ہے جو مجھے ہلاکت کا شکار کر دے گی۔ حضرت عثمانؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنا دایاں ہاتھ سات مرتبہ اس پر پھیرو اور یہ پڑھو:

اعوذ بعزۃ اللہ وقدرتہ من شر ما اجد

"میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور قدرت کے ذریعے اس سے پناہ مانگتا ہوں جو میں محسوس کر رہا ہوں"

راوی کہتے ہیں: میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف کو ختم کر دیا، اس کے بعد میں اپنے گھر والوں کو اور دوسرے لوگوں کو اسی کی تلقین کرتا ہوں۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔878، صفحہ نمبر۔813، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔13

معجزات

قرآنِ مجید میں ہے کہ کُفّار، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے معجزات کا تقاضہ کرتے تھے مثلاً :

قرآن:

(1)"خُدا ہم سے خود بات کیوں نہیں کرتا۔"(سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 118)

(2)"ایسی قربانی دِکھائی جائے جسے آگ کھا جائے۔"(سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 183)

(3)ایک لکھی لکھائی کتاب آسمان سے لائو۔"(سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 153)

(4)اِس پر فرشتہ کیوں نہیں اُترتا(جو ہمیں دکھائی دے)۔"(8/6)

(5)فرشتے اِس کے جلو میں کیوں نہیں ہوتے یا اِس کی طرف کوئی خزانہ اُتارا جاتا یا اِس کیلئے کوئی باغ ہوتا کہ وہ اِس سے کھاتا۔"(8-7/25)

(6)زمین سے کوئی چشمہ جاری کر دیں۔"(90/17)

(7)آپؐ کیلئے کوئی باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا اور اُس کے درمیان آپؐ بہت سی نہریں جاری کر دیں۔"(91/17)

(8)آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر گرا دیں۔"(92/17)

(9)آپؐ اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لا کھڑا کریں۔"(92/17)

(10)آپؐ کیلئے کوئی سونے کا گھر ہو۔"(93/17)

(11)آپؐ آسمان پر چڑھ جائیں۔"(93/17)

(12)ہم آپؐ کے آسمان پر چڑھ جانے پر بھی یقین نہ کریں گے جب تک آپؐ ہم پر کوئی کتاب نہ اُتار لائیں جسے ہم خود پڑھ لیں۔" (93/17)

اللہ کا جواب :

"اگر ہم چاہتے تو اِن پر آسمان سے کوئی ایسا معجزہ اُتارتے کہ جس کے سامنے اِن کی گردنیں خم ہو جاتیں۔"

{26/4}

نیز دیکھیے(11/14)اور(78/40)

لیکن کُفّار کو درج بالا مطالبات میں سے کوئی ایک معجزہ بھی نہ دکھایا گیا بلکہ اِس کے جواب میں فرمایا :

(1)آپؐ جواب دے دیں کہ میرا پروردگار پاک ہے، میں تو صرف ایک اِنسان ہوں جو رسول بنایا گیا ہوں۔"(93/17)

(2)کافر کہتے ہیں کہ اِس کے ربّ کی طرف سے کوئی نشانی (معجزہ) کیوں نہیں اُتاری گئی، بات یہ ہے کہ آپؐ تو آگاہ کرنے والے ہیں اور ہر قوم کیلئے ہادی ہیں۔"(7/13)

(3)انہوں نے کہا اِس پر کچھ نشانیاں (معجزات) اِس کے ربّ کی طرف سے کیوں نہیں اُتارے گئے، آپؐ فرما دیجیے کہ نشانیاں تو سب اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں میں تو کھلم کھلا آگاہ کر دینے والا ہوں۔"(50/29)

(4)یہ تمام آیات دیکھ کر بھی اِیمان نہیں لائیں گے۔"(25/6) (58/30)

(5)اگراِن پر فرشتے بھی نازل ہو جاتے اور مردے بھی بولنے لگ جاتے تو بھی یہ اِیمان نہ لاتے۔"(111/6)

(6)اورا گرہم اِن پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیں اور وہ اِس میں (دن بھر) چڑھتے رہیں تو (یہی) کہیں گے کہ اِس کے سوا نہیں کہ ہماری آنکھیں باندھ دی گئی ہیں بلکہ ہم جادُو زدہ ہیں۔"(15-14/15)

(7)معجزات اِس لیے نہیں دیئے جاتے کہ لوگوں نے پہلے بھی اِن کی تکذیب کی تھی۔"(59/17)(5/21-6)

قارئینِ کرام! یہ تھے قرآنی حقائق، کہ کُفّار معجزات مانگتے رہے لیکن اُنہیں کوئی معجزہ نہ دِکھایا گیا،اِس کے بر عکس موطاامام محمد کی درج ذیل حدیث میں قرآن کی اِن آیات کی نفی کی جا رہی ہے، ملاحظہ کیجیے :

معجزہ۔ تھوڑا سا کھانا ستّر اسّی لوگوں نے سیر ہو کر کھایا۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابو طلحہؓ نے سیدہ ام سلیمؓ سے کہا: میں نے نبی اکرم ﷺ کی آواز میں کمزوری محسوس کی ہے،اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ آپ کو بھوک لگی ہوئی ہے، کیا تمہارے پاس پکانے کیلئے کوئی چیز ہے؟ اس خاتون نے جواب دیا: جی ہاں! اس خاتون نے جو کی کچھ ٹکیاں نکالیں اور پھر اپنی چادر لی اور پھر کچھ روٹیاں اپنی چادر میں لپیٹیں اور اسے میری بغل کے نیچے رکھ دیا اور اس کپڑے کا کچھ حصہ مجھے اوڑھا دیا، پھر سیدہ ام سلیمؓ نے مجھے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا، میں وہ روٹیاں لے کر آیا، میں نے نبی اکرم ﷺ کو مسجد میں تشریف فرما پایا۔ آپ کے ساتھ کچھ دوسرے لوگ بھی موجود تھے، میں ان کے پاس آکر کھڑا ہو گیا، نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا کیا تمہیں ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا کھانے کیلئے کچھ لائے ہو؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے پاس موجود لوگوں سے فرمایا: اٹھو!

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں ان حضرات کے پیچھے چلتا ہوا حضرت ابو طلحہؓ کے پاس پہلے پہنچ گیا، میں نے انہیں اس بارے میں بتایا تو حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا: اے ام سلیمؓ! نبی اکرم ﷺ لوگوں سمیت تشریف لا رہے ہیں، ہمارے پاس تو اتنا کھانا ہی نہیں ہے کہ انہیں کھلا سکیں، اب ہم کیا کریں گے؟ سیدہ ام سلیمؓ نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں: حضرت ابو طلحہؓ گئے اور پھر راستے میں نبی اکرم ﷺ سے ملے، پھر وہ اور نبی اکرم ﷺ ساتھ تشریف لائے، دونوں گھر کے اندر آ گئے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ام سلیمؓ! تمہارے پاس جو کچھ بھی ہے وہ لے آؤ تو سیدہ ام سلیمؓ وہ روٹیاں لے آئیں۔ نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت ان روٹیوں کے ٹکڑے کئے گئے۔ سیدہ ام سلیمؓ نے اپنی کپی میں سے اس پر گھی نچوڑ دیا تو وہ سالن بن گیا، نبی اکرم ﷺ نے اس پر جو اللہ کو منظور تھا وہ پڑھا، پھر آپ نے ارشاد فرمایا: دس آدمیوں کو اندر آنے کیلئے کہو، حضرت ابو طلحہؓ نے دس آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دی اور انہوں نے کھانا کھایا اور سیر ہو کر کھانا کھایا، پھر وہ چلے گئے، پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دس آدمیوں کو اندر آنے کیلئے کہو، حضرت ابو طلحہؓ نے انہیں بھی اجازت دی، انہوں نے بھی کھانا کھایا، پھر وہ سیر ہو کر چلے گئے، پھر انہوں نے دس آدمیوں کو اجازت دی، یوں سب لوگوں نے کھانا کھالیا اور وہ سیر ہو گئے، اس وقت ان کی تعداد سترّ یا اسّی تھی۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔889، صفحہ نمبر۔821، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔14

میک اپ

قرآن میں ہے :

قرآن:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ط قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ط كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ(32/7)

ترجمہ:" (اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم!)آپ فرمادیں کس نے حرام کی ہے اللہ کی (وہ)زینت جو اس نے اپنے بندوں کیلیۓ نکالی (پیدا کی) ہے،اور پاک رزق،یہ دنیا کی زندگی میں اُن لوگوں کیلیۓ ہے جو ایمان لائے اور قیامت کے دن تو خاص طور پر انہیں کیلیۓ ہے،اسی طرح ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں صاحبانِ علم کیلیۓ۔"

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر7آیت نمبر32}

یہاں تک کہ مسجد میں بھی زینت اختیار کر کے آنے کا حکم دیا :

قرآن:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ

ترجمہ:" اے اولادِ آدم! اپنی زینت ہر نماز کے وقت اختیار کرو،اور کھاؤ اور پیو،اور بے جا خرچ نہ کرو،بے شک اللہ فضول خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر7آیت نمبر31}

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں زینت اختیار کرنے سے منع نہیں فرمایا، بلکہ عورتوں کیلئے زینت کو ظاہر کرنے کیلئے حدود وقیود مقرر کی ہیں چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ (31/24)

ترجمہ: ”عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں پر، یا اپنے باپ، یا اپنے خسر، یا اپنے بیٹوں، یا اپنے شوہر کے بیٹوں، یا اپنے بھائیوں پر، اپنے بھتیجوں پر، اپنے بھانجوں یا اپنی مسلمان عورتوں یا اپنی کنیزوں یا وہ خدمت گار مرد جو (عورتوں سے) غرض نہ رکھنے والے ہوں، یا وہ لڑکے جو ابھی واقف نہیں عورتوں کے پردے (کے معاملات) سے۔“

{سورۃ النور سورہ نمبر 24 آیت نمبر 31}

قرآن کے مقابلے میں موطا امام محمد کا موقف ملاحظہ کیجئے:

بنی اسرائیل اس لیے ہلاک ہوئے کہ ان کی عورتوں نے وگیں لگانا شروع کردی تھیں۔

حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں: انہوں نے حج کے موقع پر حضرت معاویہ بن سفیانؓ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا ہے: اے اہل مدینہ! تمہارے علما کہاں ہیں؟ حضرت معاویہؓ نے اپنے سپاہی کے ہاتھ میں سے مصنوعی بالوں کا گچھا (وگ) لیا اور بولے: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس سے منع کرتے ہوئے سنا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل اس وقت ہلاکت کا شکار ہو گئے تھے جب ان کی عورتوں نے اسے استعمال کرنا شروع کردیا تھا۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔907، صفحہ نمبر۔837، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔15

نحوست

نحس عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب نامبارک، ناخوشگوار واقعہ، کسی بھی قسم کی مصیبت وغیرہ ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ فلاں دِن، ساعت، مکان، عورت یا کوئی چیز منحوس ہے۔ یہ عقیدہ قرآنی تعلیم کے خلاف ہے اور توہم پرستی ہے۔ دِن اور ساعتیں سب خُدا کی پیدا کردہ ہیں، یہ بذاتِ خود نہ منحوس ہیں اور نہ سعید۔ بلکہ اِن کا منحوس یا سعید ہونا ہمارے اپنے کاموں پر منحصر ہے۔ مثال کے طور پر ایک طالبعلم سارا سال محنت ہی نہیں کرتا لیکن جب نتیجے والے دن فیل ہو جاتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ دن ہی نحس تھا اِس لیے میں فیل ہو گیا، جبکہ وہ طالبعلم دِن کی نحوست کی وجہ سے فیل نہیں ہوا بلکہ خود اپنے اَعمال کی وجہ سے فیل ہوا۔ جن طالبعلموں کے اَعمال (اپنے کورس میں محنت) اچھے تھے وہ تو اُس دن پاس ہو گئے۔ قرآن نے اِس عقیدے کی وضاحت کچھ یوں کی ہے :

قرآن:

فَاِذَا جَآءَتۡهُمُ الۡحَسَنَةُ قَالُوۡا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوۡا بِمُوۡسٰى وَمَنۡ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰۤئِرُهُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ (131/7)

ترجمہ: ’’ سو جب اِن پر خوشحالی آجاتی ہے تو کہتے کہ یہ تو ہمارے لیے ہونا ہی چاہیے اور اگر اِن کو کوئی بدحالی پیش آتی تو موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے، یادرکھو اِن پر نحوست اللہ کے قانون (مکافاتِ عمل) کے مطابق آتی ہے لیکن اِن کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔ ‘‘

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 131}

اصحابِ قریہ یعنی ''بستی والوں'' نے رسولوں سے کہا :

قرآن:

قَالُوۡۤا اِنَّا تَطَيَّرۡنَا بِكُمۡ‌ ۚ لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهُوۡا لَنَرۡجُمَنَّكُمۡ وَلَيَمَسَّنَّكُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ (18/36)

ترجمہ: '' وہ کہنے لگے ہم نے منحوس پایا تمہیں، اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں ضرور سنگسار کر دیں گے اور تمہیں ہم سے دردناک عذاب ضرور پہنچے گا۔''

{سورۃ یٰسین سورہ نمبر 36 آیت نمبر 18}

اِس پر رسولوں نے جواب دیا :

قرآن:

قَالُوۡا طَآئِرُكُمۡ مَّعَكُمۡ‌ ؕ اَئِنۡ ذُكِّرۡتُمۡ‌ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ (19/36)

ترجمہ: '' اُنہوں نے کہا تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے کیا تم (اس کو نحوست سمجھتے ہو) کہ تم سمجھائے گئے ہو، بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو۔''

{سورۃ یٰسین سورہ نمبر 36 آیت نمبر 19}

سورۃ القمر سورہ نمبر 54 آیت نمبر 19 میں ہے کہ قومِ عاد پر یومِ نحس یعنی ناخوشگوار دِن کو عذاب آیا لیکن اِس سے پچھلی آیت میں اللہ نے واضح فرمادیا کہ یہ عذاب اُس دن کی نحوست کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ کے قوانین کو جھٹلانے کی وجہ سے آیا تھا، چنانچہ فرمایا :

قرآن:

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۞ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ

(19-18/54)

ترجمہ: " عادنے جھٹلایاتوکیساہوامیراعذاب اورمیرا ڈرانا بے شک ہم نے نحوست کے دن میں اُن پر تُند و تیز ہوا بھیجی (جو) چلتی ہی گئی۔"

{سورۃ القمر سورہ نمبر54آیت نمبر18تا19}

نیز دیکھیے سورۃ حٰم السجدہ سورہ نمبر41آیت نمبر15تا16

قرآن کی اِس وضاحت کے باوجود موطاامام محمد میں لکھاہے کہ :

نحوست گھر، گھوڑے اور عورت میں ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: نحوست عورت میں ہوتی ہے ،گھر میں ہوتی ہے یا گھوڑے میں ہوتی ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔962، صفحہ نمبر۔885، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔16

مسجد میں چت لیٹ کر پاؤں پر پاؤں رکھنا

پہلے صحیح مسلم کی ایک حدیث ملاحظہ کیجئے:

چت نہ لیٹو

حدیث:

وحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي الْأَخْنَسِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَسْتَلْقِيَنَّ أَحَدُكُمْ ثُمَّ يَضَعُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى".

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی تم میں سے چت نہ لیٹے ایک پاؤں دوسرے پر رکھ کر۔“

(صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، حدیث نمبر 5503)

سنن ابوداؤد میں ہے:

چت لیٹنے کے دوران ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں نہ رکھو۔

حدیث :

” حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے رکھنے سے منع فرمایا ہے، قتیبہ نے کہا کہ آدمی ایک ٹانگ کو دوسری پر رکھے۔ قتیبہ نے یہ بھی کہا: جبکہ وہ چت لیٹا ہوا ہو۔“

{سنن ابوداؤد جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1438 صفحہ نمبر 527}

درج بالا احادیث میں مسجد میں چت لیٹنے سے منع کیا گیا ہے لیکن مندرجہ ذیل روایات میں خود حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو اس حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دکھایا جارہا ہے، ملاحظہ کیجئے:

حضور ﷺ مسجد میں چت لیٹے اور ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں تھا۔

عبادہ بن تمیم اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا ہے، آپ نے ایک پاؤں مبارک دوسرے پر رکھا ہوا تھا۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔971، صفحہ نمبر۔889، ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار، لاہور)

حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی مسجد میں چت لیٹتے اور ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں رکھتے تھے۔

ابن شہاب بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت عثمان غنیؓ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔972، صفحہ نمبر۔890، ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔17

جنت کیسے ملتی ہے؟

قرآنِ کریم میں ہے کہ اِنسان جنّت کا حقدار اُسی صورت میں ہوتا ہے جب وہ اپنی زندگی قرآنی اصولوں کی پیروی میں گزارے۔ جنّت، دو رکعات نفل پڑھنے سے، جُمعہ پڑھنے سے یا تسبیح کے دانوں پر چند الفاظ دُہرا لینے سے نہیں ملتی بلکہ اس کے حصول کیلئے اعمالِ صالحہ بہت ضروری ہیں، اِسی لیے قرآن نے مختلف مقامات پر مختلف کاموں کا ذِکر کر کے بات واضح کر دی ہے کہ یہ وہ کام ہیں جو جنّت میں داخلے کا سبب بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ، قرآن میں فرماتا ہے :

قرآن:

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ج وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ
وَابْنَ السَّبِيْلِ لا وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ج وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ج وَالْمُوْفُوْنَ
بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ج وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا
ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (177/2)

ترجمہ: ''نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ تم اللہ، قیامت، فرشتوں، کتابوں اور نبیوں پر ایمان لاؤ اور (اِس کا عملی ثبوت دیتے ہوئے) اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں کو دو اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے آزاد کرانے میں اور جو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور جب وعدہ کریں تو اُسے پورا کریں اور صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور جنگ کے وقت، یہی لوگ سچے ہیں اور یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 177}

قرآن:

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (134/3)

ترجمہ: ''جو خرچ کرتے ہیں خوشی اور تکلیف میں اور غصّہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کردیتے ہیں، اور اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔'' (سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 134)

قرآن:

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ج ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَاب (195/3)

ترجمہ: '' سو جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے شہروں سے نکالے گئے اور لڑے اور مارے گئے، میں اُن کی بُرائیاں اُن سے ضرور دُور کردُوں گا، اور اُنہیں باغات میں داخل کروں گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، یہ اللہ کی طرف سے بدلہ ہے اور اللہ کے پاس اچھا بدلہ ہے۔''

{سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 195}

''جنّت، ایمان اور اعمالِ صالحہ سے ملتی ہے۔''

(سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 127۔ سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 42۔ سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 32۔ سورۃ العنکبوت سورہ نمبر 29 آیت نمبر 58۔ سورۃ السجدۃ سورہ نمبر 32 آیت نمبر 19)

''لوگوں کو چاہیے کہ یہ نعمت حاصل کرنے کیلئے عملِ صالح کریں۔''

{سورۃ الصٰفٰت سورہ نمبر 37 آیت نمبر 61}

طوالت کے خوف سے صرف حوالہ جات پیشِ خدمت ہیں :

قرآن:

سورۃ الزخرف سورہ نمبر 3 4 آیت نمبر 72

سورۃ الاحقاف سورہ نمبر 46 آیت نمبر 14

سورۃ الاحقاف سورہ نمبر 46 آیت نمبر 16

سورۃ الطور سورہ نمبر 52 آیت نمبر 19

سورۃ الواقعہ سورہ نمبر 56 آیت نمبر 24

سورۃ الحاقۃ سورہ نمبر 69 آیت نمبر 24

سورۃ الدھر سورہ نمبر 76 آیت نمبر 22

سورۃ المرسلٰت سورہ نمبر 77 آیت نمبر 43

سورۃ الغاشیۃ سورہ نمبر 88 آیت نمبر 8تا9

سورۃ لقمٰن سورہ نمبر 31 آیت نمبر 8

سورۃ الکہف سورہ نمبر 18 آیت نمبر 30تا31

سورۃ مریم سورہ نمبر 19 آیت نمبر 60تا61

سورۃالبینہ سورہ نمبر98آیت نمبر8

سورۃالرعد سورہ نمبر13آیت نمبر23

سورۃیونس سورہ نمبر10آیت نمبر9

سورۃالکہف سورہ نمبر18آیت نمبر107

سورۃالحج سورہ نمبر22آیت نمبر56

سورۃالصّٰفّٰت سورہ نمبر37آیت40تا42

سورۃالبقرۃ سورہ نمبر2آیت نمبر25

سورۃالبقرۃ سورہ نمبر2آیت نمبر82

سورۃالنساء سورہ نمبر4آیت نمبر57

سورۃالنساء سورہ نمبر4آیت نمبر122

سورۃالاعراف سورہ نمبر7آیت نمبر42

سورۃابراہیم سورہ نمبر14آیت نمبر23

سورۃمریم سورہ نمبر19آیت نمبر60

سورۃالحج سورہ نمبر14آیت نمبر14

سورۃالحج سورہ نمبر22آیت نمبر23تا24

سورۃ العنکبوت سورہ نمبر 29 آیت نمبر 58

سورۃ یٰسٓ سورہ نمبر 36 آیت نمبر 26

سورۃ المومن سورہ نمبر 40 آیت نمبر 40

سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر 42 آیت نمبر 22

سورۃ الزخرف سورہ نمبر 43 آیت نمبر 69

سورۃ المعارج سورہ نمبر 70 آیت 22 تا 35

سورۃ الدھر سورہ نمبر 76 آیت نمبر 7 تا 12

سورۃ المومنون سورہ نمبر 23 آیت 1 تا 11

سورۃ الفرقان سورہ نمبر 25 آیت 70 تا 76

یہ تو قرآنی تعلیم تھی کہ جنّت اعمالِ صالحہ سے ملتی ہے لیکن موطا امام محمد کے مطابق جنّت کیسے ملتی ہے، ملاحظہ کیجیے :

وضو کرنے سے سابقہ گناہ معاف۔

نعیم بن عبداللہ مجمر بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح سے وضو کرے پھر نماز کے ارادے سے (گھر سے) نکلے تو جب تک وہ نماز کے ارادے سے ہے وہ نماز کی حالت میں شمار ہوگا۔ اس کے دو قدموں میں سے ایک کے عوض میں اس کے حق میں نیکی لکھی جائے گی اور دوسرے کے عوض میں اس کی ایک برائی کو مٹا دیا جائے گا۔ پس اگر کوئی شخص اقامت سنے تو وہ دوڑ کر نہ آئے (بلکہ وقار سے چلتا ہوا آئے) بے شک تم میں سے سب سے زیادہ اجر اس شخص کو ملے گا جس شخص کا گھر (مسجد سے) زیادہ

دور ہو گا۔ لوگوں نے دریافت کیا: اے حضرت ابوہریرہؓ! وہ کس وجہ سے؟ تو انہوں نے فرمایا: زیادہ قدم (یعنی زیادہ دور سے چل کر آنے) کی وجہ سے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔8، صفحہ نمبر۔52، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

آمین کہنے سے سابقہ گناہ معاف۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس شخص کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے ساتھ ہو گا، اس شخص کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔ ابن شہاب بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ بھی آمین کہا کرتے تھے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔135، صفحہ نمبر۔147، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

رمضان میں قیام کرنے پر سابقہ گناہ معاف۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ لوگوں کو رمضان میں تراویح ادا کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ تاہم آپ انہیں باقاعدہ اہتمام کے ساتھ حکم نہیں دیتے تھے، آپ یہ فرماتے: جو شخص رمضان کے مہینے میں ایمان اور احتساب کے ساتھ (یعنی ثواب کے حصول کی نیت سے) قیام کرے گا (یعنی نماز تراویح ادا کرے گا) تو اس شخص کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔ ابن شہاب بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو معاملہ یونہی رہا، پھر حضرت ابو بکرؓ کے عہد خلافت میں معاملہ یونہی رہا اور حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کے ابتدائی دور میں بھی یہی معاملہ رہا (اس کے بعد نماز تراویح باجماعت ادا کرنے کا آغاز ہوا)۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔240، صفحہ نمبر۔234، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

خاردار شاخ راستے سے ہٹانے پر جنت۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ایک مرتبہ ایک شخص جا رہا تھا ،اسے راستے میں کانٹوں والی شاخ نظر آئی تو اس نے اسے ہٹا دیا اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول کیا،اس کی مغفرت کر دی۔ نبی اکرم نے ارشاد فرمایا: شہدا پانچ قسم کے ہیں،پیٹ کے درد کی وجہ سے مرنے والا شخص شہید ہے،طاعون کی وجہ سے مرنے والا شخص شہید ہے،ڈوب کر یا ملبے کے نیچے آکر مرنے والا شخص شہید ہے،اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا شخص شہید ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر لوگوں کو یہ پتا چل جائے کہ اذان اور پہلی صف میں کیا فضیلت ہے اور پھر انہیں صرف قرعہ اندازی کے ذریعے اس کا موقع ملے تو وہ قرعہ اندازی بھی کر لیں گے،اگر انہیں اس بات کا پتا چل جائے کہ نماز کیلئے جلدی جانے میں کتنا اجر ہے تو وہ تیزی سے اس کی طرف جائیں،اگر انہیں اس بات کا پتا چل جائے عشا اور صبح کی نماز (باجماعت پڑھنے میں کتنا اجر ہے) تو وہ لوگ ضرور اس میں شریک ہوں خواہ انہیں گھسٹ کر چل کر آنا پڑے۔

(موطا امام محمد،حدیث نمبر۔303،صفحہ نمبر۔291،ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار،لاہور)

کتے کو پانی پلانے سے جنت۔

حضرت ابوہریرہؓ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک شخص ایک مرتبہ کسی جگہ جا رہا تھا،اسے راستے میں پیاس محسوس ہوئی،اسے ایک کنواں نظر آیا اور اس نے اس میں سے پانی پی لیا،جب وہ باہر نکلا تو وہاں ایک کتا پیاس کی وجہ سے زمین چاٹ رہا تھا اور ہانپ رہا تھا،اس شخص نے سوچا کہ اس کتے کو بھی اسی طرح کی پیاس محسوس ہو رہی ہے جس طرح کی مجھے محسوس ہو رہی تھی،وہ کنویں میں اترا،اس نے اپنے موزے میں پانی بھرا پھر اپنے منہ کے ذریعے اس موزے کو پکڑا اور اوپر چڑھ کر کتے کو پانی پلایا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول کیا اور اس کی مغفرت کر دی،لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہمیں جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کا بھی اجر ملے گا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہر جاندار کے ساتھ (حسن سلوک کی وجہ سے) اجر ملتا ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔934، صفحہ نمبر۔858، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔18

وضو

قرآن میں وضو کے متعلق فرمان خداوندی ہے:

قران :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ ۚ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٦﴾

ترجمہ :اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ دھو لو اور ہاتھ کہنیوں تک اور اپنے سروں پر مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھو لو اور اگر تم ناپاک ہو تو نہا لو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا کوئی تم میں سے جائے ضرور سے آیا ہو یا عورتوں کے پاس گئے ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو اور اسے اپنے مونہوں او رہاتھوں پر مل لو اللہ تم پر تنگی کرنا نہیں چاہتا لیکن تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے اور تاکہ اپنا احسان تم پر پورا کرے تاکہ تم شکر کرو۔

(سورۃ المائدہ آیت نمبر 6)

قرآن نے چند لفظوں میں جس بات کی وضاحت کر دی،آیئے مذہبی پیشوائیت کی طرف سے اس کی دلچسپ تفصیلات ملاحظہ کریں:

شرمگاہ چھونے سے وضو لازم ہو جاتا ہے۔

مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں، میں حضرت سعد بن ابی وقاص کا قرآن مجید پکڑا کرتا تھا، ایک مرتبہ میں نے (اپنی شرمگاہ پر) خارش کی تو انہوں نے فرمایا: شاید تم نے اپنی شرمگاہ کو چھولیا ہے، تو میں نے جواب دیا: جی ہاں، تو انہوں نے فرمایا: تم اٹھو اور وضو کرو۔ مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں: میں اٹھا، میں نے وضو کیا اور پھر واپس آیا۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔11، صفحہ نمبر۔55، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔12، صفحہ نمبر۔56، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

شرمگاہ چھونے سے وضو لازم نہیں ہو جاتا ہے۔

قیس بن طلق بیان کرتے ہیں: ان کے والد نے انہیں یہ بات بتائی ہے، ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جو اپنی شرمگاہ کو چھولیتا ہے، کیا وہ دوبارہ وضو کرے گا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ تمہارے جسم کا ہی ایک حصہ ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔13، صفحہ نمبر۔56، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔14، صفحہ نمبر۔56، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔15، صفحہ نمبر۔57، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔16، صفحہ نمبر۔57، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔17، صفحہ نمبر۔57، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔18، صفحہ نمبر۔57، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

(موطاامام محمد،حدیث نمبر۔19، صفحہ نمبر۔57،ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار،لاہور)

(موطاامام محمد،حدیث نمبر۔20، صفحہ نمبر۔57،ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار،لاہور)

(موطاامام محمد،حدیث نمبر۔21، صفحہ نمبر۔58،ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار،لاہور)

(موطاامام محمد،حدیث نمبر۔22، صفحہ نمبر۔58،ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار،لاہور)

(موطاامام محمد،حدیث نمبر۔23، صفحہ نمبر۔58،ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار،لاہور)

(موطاامام محمد،حدیث نمبر۔24، صفحہ نمبر۔58،ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار،لاہور)

(موطاامام محمد،حدیث نمبر۔25، صفحہ نمبر۔58،ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار،لاہور)

(موطاامام محمد،حدیث نمبر۔26، صفحہ نمبر۔58،ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار،لاہور)

(موطاامام محمد،حدیث نمبر۔27، صفحہ نمبر۔59،ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار،لاہور)

(موطاامام محمد،حدیث نمبر۔28، صفحہ نمبر۔59،ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار،لاہور)

باب نمبر۔19

موزوں پر مسح جائز ہے

قرآن میں صرف ہاتھ، منہ اور سر کے مسح کا ذکر آتا ہے، فرمان خداوندی ہے:

قرآن:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا ﴿43/4﴾

ترجمہ: ''اے اِیمان والو! تم نماز کے نزدیک نہ جاؤ جب تم نشہ کی حالت میں ہو، یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ (اُس وقت جبکہ) غسل کی حاجت ہو سوائے حالتِ سفر کے، یہاں تک کہ تم غسل کر لو اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو یا تم سے کوئی بیت الخلاء سے آئے یا تم عورتوں کے پاس گئے (ہم صحبت ہوئے) پھر تم نے پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو، مسح کر لو اپنے منہ اور اپنے ہاتھوں کا، بے شک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔''

{سورۃ النساء 4 آیت نمبر 43}

اور سورۃ المائدہ کی آیت 6 میں فرمایا:

''اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کر لو۔''

قرآن:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ ۚ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٦﴾

ترجمہ :اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ دھو لو اور ہاتھ کہنیوں تک اور اپنے سروں پر مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھو لو اور اگر تم ناپاک ہو تو نہا لو اور اگرتم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا کوئی تم میں سے جائے ضرور سے آیا ہو یا عورتوں کے پاس گئے ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو اور اسے اپنے مونہوں او رہاتھوں پر مل لو اللہ تم پر تنگی کرنا نہیں چاہتا لیکن تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے اور تاکہ اپنا احسان تم پر پورا کرے تاکہ تم شکر کرو۔

(سورۃ المائدہ آیت نمبر 6)

لیکن موطاامام محمد نے ایک نیا مسح متعارف کرایاہے،اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا۔

سعید بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا وہ قبا تشریف لائے۔انہوں نے پیشاب کیا پھر پانی لایا گیا تو انہوں نے وضو کیا۔اپنے چہرے کو دھویا۔دونوں بازوؤں کا کہنیوں تک دھویا پھر انہوں نے اپنے سر کا مسح کیا پھر دونوں پر مسح کر لیا پھر نماز ادا کی۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔48، صفحہ نمبر۔79، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔49، صفحہ نمبر۔79، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔50، صفحہ نمبر۔80، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔51، صفحہ نمبر۔80، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔20

کثرت شہوت

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق قرآنِ کریم میں اِرشاد فرمایا ہے: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ {4/68} ترجمہ: ”بے شک آپ اخلاقِ اِنسانی کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں۔“ {سورۃ القلم 68 آیت 4}۔ روایات کے مطابق حضور ﷺ کی نو بیویاں تھیں اور ان کی باریاں مقرر تھیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پاکیزہ و معطر شخصیت کے دامن پر شہوت پرستی کا داغ لگانے کیلئے ظالموں نے درج ذیل قسم کی روایتیں گھڑیں:

حضور ﷺ مجامعت کر کے سوجاتے تھے پھر رات کے آخری حصے میں اٹھ کر پھر مجامعت کرتے تب غسل کرتے تھے۔

سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ اپنی اہلیہ کے ساتھ صحبت کرنے کے بعد غسل کئے بغیر سوجایا کرتے تھے۔ پھر جب رات کے آخری حصے میں آپ بیدار ہوتے تو دوبارہ صحبت کرتے اور پھر غسل کرتے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔56، صفحہ نمبر۔86، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

حالت حیض میں تہبند باندھ کر مباشرت کرنے کی اجازت ہے۔

نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کسی شخص کو سیدہ عائشہؓ کی خدمت میں بھیجا تاکہ ان سے یہ مسئلہ دریافت کرے کہ کیا کوئی شخص اپنی حائضہ بیوی کے ساتھ قربت اختیار کر سکتا ہے؟ تو سیدہ عائشہؓ نے فرمایا: وہ عورت اپنے زیریں حصے پر تہبند باندھ لے گی اور پھر وہ مرد اگر چاہے تو اس کے ساتھ مباشرت کر سکتا ہے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔73، صفحہ نمبر۔97، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔75، صفحہ نمبر۔99، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔21

صحابہؓ، اُمّ المومنینؓ کی پٹائی کرتے تھے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

اَلنَّبِيُّ اَوۡلٰى بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَاَزۡوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمۡ ط (6/33)

''پیغمبر مومنوں پر، خود اُن سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔''

{سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 6}

کیا صحابہ کرام رِضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنی ماؤں کے ساتھ یہ سلوک کیا کرتے تھے جو موطا امام محمد کی درج ذیل حدیث میں بیان کیا جارہا ہے :

حضرت ابو بکرؓ نے ام المومنین حضرت عائشہؓ کو پیٹ میں گھونسے مارے جبکہ حضرت عائشہؓ کی گود میں حضور ﷺ سو رہے تھے۔

سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں ہم نبی اکرم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے، جب ہم ''بیدا'' کے مقام پر یا شاید ''ذات الجیش'' کے مقام پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر (گر گیا) نبی اکرم ﷺ نے اس کی تلاش کیلئے وہیں پڑاؤ کیا۔ لوگ بھی ٹھہر گئے، وہاں پانی موجود نہیں تھا اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہیں تھا۔ کچھ لوگ حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے اور بولے: آپ نے ملاحظہ فرمایا سیدہ عائشہؓ نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو ٹھہرا دیا ہے اور لوگوں کو بھی ، جبکہ یہاں کوئی پانی نہیں ہے اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہیں ہے۔ سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں: حضرت ابو بکرؓ

تشریف لائے، نبی اکرم ﷺ اس وقت میرے زانوں پر سر رکھ کر سوئے ہوئے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: تم نے اللہ کے رسول کو اور لوگوں کو یہاں رکنے پر مجبور کیا ہے؟ جہاں پانی نہیں ہے اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہیں ہے۔ سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں: انہوں نے مجھ پر ناراضگی کا اظہار کیا جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا وہ کہا، پھر انہوں نے میرے پہلو میں ہاتھ مارا، میں نے حرکت اس لیے نہیں کی کہ نبی اکرم ﷺ کا سر مبارک میرے زانوں پر تھا اور نبی اکرم ﷺ سو رہے تھے، یہاں تک کہ صبح کے وقت جب پانی موجود نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کے متعلق آیت نازل کی تو لوگوں نے تیمم کیا اور ہم نے بھی تیمم کیا۔ اس وقت حضرت اسید بن حضیرؓ نے یہ کہا: اے ابو بکرؓ کے گھر والو! یہ آپکی پہلی برکت نہیں ہے۔ سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں میں جس اونٹ پر موجود تھی جب ہم نے اسے کھڑا کیا تو وہ ہار اس کے نیچے سے مل گیا۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔72، صفحہ نمبر۔96، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔22

قول و فعل میں تضاد

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ سو کر اٹھنے پر وضو لازم ہے۔

حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں جب کوئی شخص لیٹ کر سو جائے تو وہ (بیدار ہو کر) از سر نو وضو کرے گا۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔79، صفحہ نمبر۔102، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

حضرت عمرؓ کے بیٹے ابن عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ خود سو کر اٹھنے پر وضو نہیں کرتے تھے۔

نافع بیان کرتے ہیں: حجرت ابن عمرؓ بیٹھے ہوئے سو جایا کرتے تھے، وہ (بیدار ہونے کے بعد) از سر نو وضو نہیں کرتے تھے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔80، صفحہ نمبر۔102، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔23

سورج شیطان کے سینگ کے ساتھ طلوع ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورج کے متعلق قرآن میں فرمایا کہ وہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ اپنے مدار میں تیر رہا ہے:

قرآن:

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿٣٣﴾

وہ وہی خدا ہے جس نے رات دن اور آفتاب وماہتاب سب کو پیدا کیا ہے اور سب اپنے اپنے فلک میں تیر رہے ہیں۔

(سورۃ الانبیا 21، آیت 33)

قرآن:

لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿٤٠﴾

نہ آفتاب کے بس میں ہے کہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات کے لئے ممکن ہے کہ وہ دن سے آگے بڑھ جائے.... اور یہ سب کے سب اپنے اپنے فلک اور مدار میں تیرتے رہتے ہیں

(سورۃ یاسین 36، آیت 40)

قرآن:

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٣٨﴾

اور آفتاب اپنے ایک مرکز پر دوڑ رہا ہے کہ یہ خدائے عزیز و علیم کی معین کی ہوئی حرکت ہے۔

(سورۃ یاسین 36، آیت 38)

لیکن موطاامام احمد میں سورج کے متعلق عجیب وغریب باتیں کی جارہی ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

سورج شیطان کے سینگ کے ساتھ طلوع ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ صنابحیؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جب سورج نکلتا ہے تو اس کے ساتھ شیطان کا سینگ ہوتا ہے جب وہ بلند ہوتا ہے تو وہ سینگ اس سے الگ ہو جاتا ہے پھر جب وہ (سورج) نصف النہار میں پہنچتا ہے تو وہ سینگ اس کے ساتھ پھر مل جاتا ہے، جب وہ (سورج) ڈھل جاتا ہے تو وہ (سینگ) اس سے الگ ہو جاتا ہے پھر جب وہ غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے تو وہ سینگ اس سے پھر مل جاتا ہے پھر جب وہ سورج غروب ہو جاتا ہے تو وہ سینگ اس سے الگ ہو جاتا ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔181، صفحہ نمبر۔191، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

سورج شیطان کے دو سینگوں کے ساتھ طلوع ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ یہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطابؓ یہ کہا کرتے تھے کہ تم سورج طلوع ہونے کے وقت اور سورج غروب ہونے کے وقت نماز پڑھنے کی کوشش نہ کرو کیونکہ اس کے طلوع ہونے کے ساتھ شیطان کے دو سینگ بھی نکلتے ہیں اور اس کے غروب ہونے کے ساتھ وہ دونوں سینگ بھی ڈوب جاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ ان اوقات میں نماز ادا کرنے والوں کی پٹائی کیا کرتے تھے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔182، صفحہ نمبر۔192، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

گرمی کی شدت جہنم کی تپش کی وجہ سے ہوتی ہے۔

گرمی اور سردی کا موسم کس وجہ سے آتا ہے؟ یہ ایک خالص سائنسی معاملہ ہے۔ ''ناسا'' کی ویب سائیٹ پر اس کی تفصیلی وضاحت کی گئی ہے، ملاحظہ کیجئے:

What Causes the Seasons?

The Short Answer:

Earth's tilted axis causes the seasons. Throughout the year, different parts of Earth receive the Sun's most direct rays. So, when the North Pole tilts toward the Sun, it's summer in the Northern Hemisphere. And when the South Pole tilts toward the Sun, it's winter in the Northern Hemisphere.

It's all about Earth's tilt!

Many people believe that Earth is closer to the sun in the summer and that is why it is hotter. And, likewise, they think Earth is farthest from the sun in the winter.

Although this idea makes sense, it is incorrect.

It is true that Earth's orbit is not a perfect circle. It is a bit lop-sided. During part of the year, Earth is closer to the sun than

at other times. However, in the Northern Hemisphere, we are having winter when Earth is closest to the sun and summer when it is farthest away! Compared with how far away the sun is, this change in Earth's distance throughout the year does not make much difference to our weather.

There is a different reason for Earth's seasons.

Earth's axis is an imaginary pole going right through the center of Earth from "top" to "bottom." Earth spins around this pole, making one complete turn each day. That is why we have day and night, and why every part of Earth's surface gets some of each.

Earth has seasons because its axis doesn't stand up straight.

Link:(https://spaceplace.nasa.gov/seasons/en/#:~:text=Earth's%20tilted%20axis%20causes%20the,winter%20in%20the%20Northern%20Hemisphere.)

مختصر جواب:

”زمین کا جھکا ہوا محور موسموں کا سبب بنتا ہے۔ سال بھر میں، زمین کے مختلف حصوں میں سورج کی سب سے براہ راست کرنیں پڑتی ہیں۔ لہذا، جب شمالی قطب سورج کی طرف جھک جاتا ہے تو، شمالی نصف کرہ میں موسم گرما ہوتا ہے۔ اور جب جنوبی قطب سورج کی طرف جھک جاتا ہے تو، شمالی نصف کرہ میں موسم سرما ہوتا ہے۔۔۔۔“

لہٰذا ثابت ہوا کہ زمین پر گرمی کا موسم جہنم کی وجہ سے نہیں بلکہ زمین و سورج کی مخصوص حرکت اور شعاعوں کے خاص اینگل سے زمین پر پڑنے کی وجہ سے ہوتا ہے، لیکن موطا امام محمد میں لکھا ہے کہ زمین پر موسم گرما کا ذمہ دار جہنم ہے، ملاحظہ کیجئے:

حدیث:

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب گرمی ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں ادا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش کا نتیجہ ہوتی ہے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔183، صفحہ نمبر۔192، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔25

مسلمانوں کوآپس میں لڑانے کا تیر بہدف نُسخہ

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

قرآن:

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (46/8)

ترجمہ : ”اور اِطاعت کرو اللہ کی، اور اُس کے رسولؐ کی اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ بُزدِل ہو جائو گے اور تمہاری ہوا جاتی رہے گی (اُکھڑ جائے گی) اور صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

{سورۃ الانفال 8 آیت 46}

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آپس کے لڑائی جھگڑے سے منع فرمایا ہے لیکن درج ذیل حدیث میں اہتمام کرکے مسلمانوں کو لڑانے کی کوشش کی جارہی ہے، یہی نہیں بلکہ نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو دائرہ اسلام سے نکال کر شیطان قرار دے دیا گیا ہے:

نمازی کے آگے سے گزرنے والا شیطان ہے، اس سے لڑو۔

عبدالرحمن بن ابو سعید خدری اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو وہ کسی بھی شخص کو اپنے آگے سے گزرنے نہ دے، اگر دوسرا شخص بات نہ مانے تو وہ اس کے ساتھ لڑائی کرے کیونکہ وہ شخص شیطان ہوگا۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔273، صفحہ نمبر۔250، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

دوسری جگہ بتایا جارہا ہے کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی، ملاحظہ کیجئے:

کوئی چیز نماز کو نہیں توڑتی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: کوئی بھی چیز نماز کو نہیں توڑتی ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔275، صفحہ نمبر۔250، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔26

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کی طرف رخ کرکے رفع حاجت کرتے تھے۔

واسع بن حیان بیان کرتے ہیں: میں مسجد میں نماز ادا کر رہا تھا جبکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ قبلہ کی طرف پشت کرکے بیٹھے ہوئے تھے، جب میں نے نماز مکمل کی تو میں مڑ کر ان کی طرف آیا میں بائیں پہلو کی طرف سے آیا تھا، انہوں نے دریافت کیا تم دائیں پہلو کی طرف سے کیوں نہیں اٹھے تو میں نے کہا کہ میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ اسی طرف سے اٹھتے تھے تو حضرت عبداللہ نے فرمایا تم نے ٹھیک کیا ہے کیونکہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں دائیں طرف سے ہی اٹھوں گا (وہ غلط ہوتا ہے) جب آپ نماز پڑھ کر اٹھنے لگتے ہیں تو آپ کی مرضی کہ آپ دائیں طرف سے اٹھیں یا بائیں طرف سے اٹھیں۔ اسی طرح کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب آپ قضائے حاجت کیلئے بیٹھتے ہیں تو قبلہ کی طرف یا بیت المقدس کی طرف رخ نہ کریں۔ حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف رخ کرکے قضائے حاجت کرتے ہوئے دیکھا۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔277، صفحہ نمبر۔252، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں فرمایا:

قرآن:

جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ذَٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٩٧﴾

اللہ نے عزت (وادب) والے گھر کعبہ کو لوگوں کے (دینی و دنیوی امور میں) قیام (امن) کا باعث بنا دیا ہے اور حرمت والے مہینے کو اور کعبہ کی قربانی کو اور گلے میں علامتی پٹے والے جانوروں کو بھی (جو حرمِ مکہ میں لائے گئے

ہوں سب کو اسی نسبت سے عزت واحترام عطا کر دیا گیا ہے)، یہ اس لئے کہ تمہیں علم ہو جائے کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ خوب جانتا ہے اور اللہ ہر چیز سے بہت واقف ہے،

(سورۃ المائدہ 5، آیت نمبر۔97)

اللہ تعالٰی نے کعبہ کو احترام والا گھر بنایا لیکن کیا دوران رفع حاجت کعبہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے کعبے کی بے حرمتی ہوتی ہے؟ کوئی بھی مسلمان خانہ کعبہ کی بے حرمتی کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا لیکن یہ تو بتایا جائے کہ دوران رفع حاجت کعبے کی طرف منہ کرنا کعبے کی بے حرمتی ہے یا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت ہے؟ درج ذیل دونوں طرح کی احادیث موجود ہیں، اب یہ مذہبی پیشوائوں کی مرضی پر منحصر ہے کہ کس عمل کو صحیح قرار دیں۔ مذکورہ احادیث پیش خدمت ہیں:

قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا منع ہے

حدیث:

أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قال: حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، قال: أَخْبَرَنِي الْقَعْقَاعُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ أُعَلِّمُكُمْ، إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْخَلَاءِ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا وَلَا يَسْتَنْجِ بِيَمِينِهِ". وَكَانَ "يَأْمُرُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ وَنَهَى عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ".

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں تمہارے لیے باپ کے منزلے میں ہوں (باپ کی طرح ہوں)، تمہیں سکھارہا ہوں کہ جب تم میں سے کوئی پاخانہ جائے تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرے، نہ پیٹھ، اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجاء کرے“، آپ (استنجاء کے لیے) تین پتھروں کا حکم فرماتے، اور گوبر اور بوسیدہ ہڈی سے (استنجاء کرنے سے) آپ منع فرماتے ا۔

(سنن نسائی، حدیث نمبر:40)

قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ نہ کرو

حدیث:

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ، قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ وَاللَّفْظُ لَهُ، عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ إِسْحَاقَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوب

الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ بِمِصْرَ، يَقُولُ: وَاللَّهِ مَا أَدْرِي كَيْفَ أَصْنَعُ بِهَذِهِ الْكَرَايِيسِ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْغَائِطِ أَوِ الْبَوْلِ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا".

رافع بن اسحاق سے روایت ہے کہ انہوں نے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو مصر میں ان کے قیام کے دوران کہتے سنا: اللہ کی قسم! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کھڈیوں کو کیا کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ”جب تم میں سے کوئی پاخانے یا پیشاب کے لیے جائے تو قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ نہ کرے“۔

(سنن نسائی، حدیث نمبر: 20)

(سنن نسائی، حدیث نمبر: 21)

قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرو

حدیث:

أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَنْبَأَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ، فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَكِنْ لِيُشَرِّقْ أَوْ لِيُغَرِّبْ".

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لیے جائے تو قبلہ کی طرف رخ نہ کرے، بلکہ پورب یا پچھم کی طرف کرے“۔

(سنن نسائی، حدیث نمبر: 22)

(سنن نسائی، حدیث نمبر: 41)

(سنن نسائی، حدیث نمبر: 49)

سنن ابوداؤد میں ہے:

رفع حاجت کے وقت دونوں قبلوں کی جانب منہ کرنے کی ممانعت

حدیث:

”حضرت معقل بن ابو معقل اسدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پیشاب یا پاخانے کے وقت دونوں قبلوں (بیت اللہ اور بیت المقدس) کی طرف منہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔“

{سنن ابوداؤد جلد اوّل کتاب الطہارۃ حدیث نمبر 10 صفحہ نمبر 66}

خود حضور ﷺ کا عمل:

حضور ﷺ نے قبلہ کی جانب منہ کرکے رفع حاجت کی

حدیث:

"مجاہد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پیشاب کرتے وقت قبلہ کی جانب منہ کرنے سے منع فرمایا ہے پھر وصال سے ایک سال پہلے میں نے آپ کو ادھر منہ کرتے ہوئے دیکھا۔"

{سنن ابوداؤد جلد اوّل کتاب الطہارۃ حدیث نمبر 13 صفحہ نمبر 66}

حضور ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے قضائے حاجت کرتے تھے

حدیث:

أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَقَدِ ارْتَقَيْتُ عَلَى ظَهْرِ بَيْتِنَا، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى لَبِنَتَيْنِ "مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ".

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا، تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کچی اینٹوں پر قضائے حاجت کے لیے بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے بیٹھے دیکھا۔

(سنن نسائی، حدیث نمبر: 23)

باب نمبر۔27

قبلہ تبدیل۔

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ مبارک ہے :

قران :

اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ (96/3)

ترجمہ: " بے شک سب سے پہلے جو گھر مقرر کیا گیا لوگوں کیلئے وہ ہے جو مکّہ میں ہے، برکت والا اور سارے جہانوں کیلئے ہدایت۔"

{سورۃ آلِ عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 96}

مزید:(33/29,22/26,22/37,22/145,14-142/125,2/2)

مندرجہ بالا تمام آیات میں خانہ کعبہ کو قبلہ کہا گیا ہے، اِسی کو قبلہ اوّل اور بیت العتیق کہا گیا ہے۔ مذہبی پیشوائیت کا شک دُور کرنے کیلئے فرمایا کہ قبلہ اوّل وہ ہے جو مکّہ میں واقع ہے۔ گو کہ یہ طبقہ قرآن میں بیت المقدس کو قبلہ ثابت کرنے کی آیت تو داخل نہ کر سکا لیکن وضعی احادیث کی مدد سے قرآن کی من مانی تفسیریں کر کے انہوں نے سادہ لوح مسلمانوں کو باور کرا دیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے تھے لیکن بعد میں اللہ کا حکم آ گیا کہ خانہ کعبہ کی طرف منہ کر لیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حرمِ کعبہ میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس طرح کھڑے ہوتے کہ کعبہ اور بیت المقدس ایک سیدھ میں پڑتے تھے، لیکن جب آپؐ مدینہ منورہ تشریف لائے تو مکّہ اور بیت المقدس {یروشلم} دو مختلف سمتوں میں تھے، چونکہ اللہ نے خانہ کعبہ کو قبلہ کہا تھا اور ہمارا ایمان بھی یہی ہے کہ آپؐ نے قرآن کے خلاف کوئی کام نہیں کیا لہٰذا آپؐ نے خانہ کعبہ کی طرف ہی منہ کر

کے نمازیں ادا کیں۔اتنی سی بات تھی جس کا فسانہ بنادیا گیا۔قرآن کے جن مقامات کی تفسیریں یہ لوگ توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اُن کی مختصراً وضاحت کردی جائے :

یہودی، بنی اسرائیل یعنی حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد تھے اور قریشِ عرب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد۔ بنی اسرائیل کو بنی اسمٰعیل کے ساتھ مخاصمت بلکہ عداوت شروع سے چلی آرہی تھی۔ مشترک بات یہ تھی کہ یہ دونوں کسی آنے والے کا انتظار کررہے تھے۔ بنی اسرائیل کا قومی مرکز(قبلہ) بیت المقدس تھا۔اِس پس منظر میں جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالٰی کے حکم کے مطابق اعلانِ نبوّت کیا تو یہ بات یہودیوں کو بہت ناگوار گزری کہ آنے والا نبی، بنی اسرائیل میں سے کیوں نہ آیا۔بعد ازاں وہ طرح طرح کے اعتراضات کرتے رہتے تھے جن میں سے ایک، قبلہ کے بارے میں بھی تھا،اللہ تعالٰی نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا :

قران :

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ط قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ط يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (142/2)

ترجمہ: ’’اب بیوقوف(یہودی) کہیں گے کہ مسلمانوں کو کس چیز نے اس قبلہ سے پھیر دیا جس پر وہ(یہودی) تھے۔آپؐ فرمادیں مشرق اور مغرب اللہ ہی کا ہے۔جو چاہے ہدایت حاصل کرلے سیدھے راستے کی طرف۔‘‘(مفہوم القرآن)

قران :

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ

ط وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللهُ ط وَمَا كَانَ اللهُ لِيُضِيْعَ إِيْمَانَكُمْ ط إِنَّ اللهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ الرَّحِيْمٌ (143/2)

ترجمہ: "اور اسی طرح ہم نے تمہیں معتدل اُمّت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسولؐ تم پر گواہ ہوں، جس قبلہ کو (اے رسولؐ) آپؐ نے اِختیار کیا اسے ہم نے اِس لیے قبلہ بنایا تاکہ معلوم ہو کہ کون رسولؐ کی پیروی کرتا ہے اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے اور بے شک یہ بھاری بات تھی مگر ان پر (نہیں) جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور اللہ تعالیٰ تمہارے اِیمان ضائع نہ کرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بڑا شفیق، رحم کرنے والا ہے۔"(مفہوم القرآن)

جس نظام کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم لے کر آئے اس کا مرکز خانہ کعبہ تھا اور ہے جو کہ قریش کے قبضہ میں تھا۔ اس تصوّر سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قلبِ اطہر کی کیا کیفیت تھی، قرآن نے اگلی آیت میں اس کو بیان کیا ہے :

قران :

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ج فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ص (144/2)

ترجمہ: " ہمیں اس کا بھی علم ہے کہ تمہارے دل میں بار بار یہ آرزو اُبھر رہی ہے کہ جس مقام (کعبہ) کو ہم نے اپنے نظام کا مرکز قرار دیا ہے، اس پر قبضہ و تصرّف بھی ہمارا ہی ہونا چاہیے، یہ ٹھیک ہے، ایسا ہو کر رہے گا۔"(مفہوم القرآن)

یہ تھی مختصراً ساری حقیقت، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تمام عمر خانہ کعبہ کی طرف ہی منہ کر کے نماز ادا کرتے رہے۔ بیت المقدس چونکہ یہودیوں کا قبلہ تھا اس لیے یہ اعتراض یہودیوں کا تھا کہ پہلے سے موجود قبلے (بیت المقدس) کو چھوڑ کر نیا قبلہ بنالیا گیا۔ یہ بات

صحیح نہیں کہ مسلمان پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے تھے اور بعد میں خانہ کعبہ کو قبلہ قرار دے دیا گیا جیسا کہ درج ذیل احادیث میں کہا گیا ہے :

حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں: کچھ لوگ صبح کی نماز ادا کر رہے تھے، اسی دوران ایک شخص ان کے پاس آیا اور بولا نبی اکرم ﷺ پر رات قرآن کا حکم نازل ہوا ہے اور آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ قبلہ کی طرف رخ کر لیں تو تم لوگ بھی قبلہ کی طرف رخ کر لو۔ راوی کہتے ہیں: ان لوگوں کے چہرے شام کی طرف تھے تو وہ اسی وقت گھوم کر خانہ کعبہ کی طرف ہو گئے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔283، صفحہ نمبر۔262، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

اتنے بڑے واقعے کے متعلق یہ بھی طے نہ ہو سکا کہ یہ کس نماز کے وقت ہوا، ملاحظہ کیجئے:

لوگوں نے نماز عصر میں اپنا رخ کعبے کی جانب کیا

حدیث:

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاق، عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: "لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ سورة البقرة آية 144 فَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَكَانَ يُحِبُّ ذَلِكَ، فَصَلَّى رَجُلٌ مَعَهُ الْعَصْرَ، ثُمَّ مَرَّ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَقَالَ: هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ قَدْ وَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ، قَالَ: فَانْحَرَفُوا وَهُمْ رُكُوعٌ". قَالَ:

وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ ,وَابْنِ عَبَّاسٍ ,وَعُمَارَةَ بْنِ أَوْسٍ ,وَعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ ,وَأَنَسٍ ,قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ,وَقَدْ رَوَاهُ سفيان الثوری ,عَنْ أَبِي إِسْحَاق ,

براء بن عازب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے آئے تو سولہ یا سترہ ماہ تک آپ نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کی طرف رخ کرنا پسند فرماتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے «قد نرى تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضاها فول وجهك شطر المسجد الحرام» ”ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، اب ہم آپ کو اس قبلہ کی جانب متوجہ کریں گے جس سے آپ خوش ہو جائیں، اب آپ اپنا رخ مسجد الحرام کی طرف پھیر لیجئے“ نازل فرمائی، تو آپ نے اپنا چہرہ کعبہ کی طرف پھیر لیا اور آپ یہی چاہتے بھی تھے، ایک شخص نے آپ کے ساتھ عصر پڑھی، پھر وہ انصار کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا اور وہ لوگ عصر میں بیت المقدس کی طرف چہرہ کئے رکوع کی حالت میں تھے، اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حال میں نماز پڑھی ہے کہ آپ اپنا رخ کعبہ کی طرف کئے ہوئے تھے، تو وہ لوگ بھی رکوع کی حالت ہی میں (خانہ کعبہ کی طرف) پھر گئے۔

(سنن ترمذی، حدیث نمبر: 340)

لوگوں نے نماز فجر میں اپنا رخ کعبے کی جانب کیا

حدیث:

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانُوا رُكُوعًا فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَحَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں وہ لوگ نماز فجر میں رکوع میں تھے[1]۔

(سنن ترمذی، حدیث نمبر: 341)

باب نمبر۔28

سونے کی انگوٹھی پہننا منع ہے۔

قرآن میں ہے :

قرآن:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ط قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ط كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (32/7)

ترجمہ:" (اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم!) آپ فرمادیں کس نے حرام کی ہے اللہ کی (وہ) زینت جو اس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی (پیدا کی) ہے، اور پاک رزق، یہ دنیا کی زندگی میں اُن لوگوں کیلئے ہے جو ایمان لائے اور قیامت کے دن تو خاص طور پر انہیں کیلئے ہے، اسی طرح ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں صاحبانِ علم کیلئے۔"

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 32}

یہاں تک کہ مسجد میں بھی زینت اختیار کر کے آنے کا حکم دیا :

قرآن:

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ

(31/7)

ترجمہ:" اے اولادِ آدم! اپنی زینت ہر نماز کے وقت اختیار کرو، اور کھاؤ اور پیو، اور بے جا خرچ نہ کرو، بے شک اللہ فضول خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 31}

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں زینت اختیار کرنے سے منع نہیں فرمایا، بلکہ عورتوں کیلئے زینت کو ظاہر کرنے کیلئے حدود وقیود مقرر کی ہیں چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ (31/24)

ترجمہ: ’’ عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں پر، یا اپنے باپ، یا اپنے خسر، یا اپنے بیٹوں، یا اپنے شوہر کے بیٹوں، یا اپنے بھائیوں پر، اپنے بھتیجوں پر، اپنے بھانجوں یا اپنی مسلمان عورتوں یا اپنی کنیزوں یا وہ خدمت گار مرد جو (عورتوں سے) غرض نہ رکھنے والے ہوں، یا وہ لڑکے جو ابھی واقف نہیں عورتوں کے پردے (کے معاملات) سے۔‘‘

{سورۃ النور سورہ نمبر 24 آیت نمبر 31}

اس کے برعکس موطا امام محمد میں لکھا ہے :

حدیث:

حضرت علی بن ابو طالبؓ بیان کرتے ہیں نبی اکرم نے قسی پہننے، سونے کی انگوٹھی پہننے اور رکوع میں قرأت کرنے سے منع کیا ہے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔ 287، صفحہ نمبر۔ 267، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔29

درود شریف۔

درود کا معنیٰ و مفہوم

درود عربی زبان کا لفظ نہیں، قرآن میں صلوۃ کا لفظ متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے۔ لفظ صلوۃ جب بھی علیٰ کے صلے میں قرآن میں آتا ہے تو وہاں اس کا معنیٰ تائید و نصرت اور تائید و تحسین و آفرین، حوصلہ افزائی، شاباشی دینے اور دعا کے ہوتے ہیں، جب اچھے کاموں پر کسی انسان کی تائید و تحسین کی جاتی ہے تو اسے صلوت بھیجنا کہتے ہیں جیسے نبی کریم ﷺ کے متعلق اللہ نے فرمایا:

قرآن میں ہے:

قرآن:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٥٦﴾

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ کی تائید و نصرت کرتے ہیں، اے ایمان والو ! تم بھی آپ ﷺ کی تائید و نصرت کرو اور نظام کی سلامتی کا باعث بنو۔

(سورۃ الاحزاب 33، آیت نمبر۔56)

درج بالا آیت سے تیرہ آیت قبل اللہ نے مومنوں پر صلوت بھیجتے ہوئے فرمایا:

قرآن:

هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا

اللہ اور اس کے فرشتے تمہاری(مومن کی)تائید و نصرت کرتے ہیں تا کہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے لائے۔

(سورۃ الاحزاب 33،آیت نمبر۔43)

ایک مقام پر اللہ نے حضور ﷺ سے فرمایا کہ آپ مومنوں پر صلوت بھیجیں:

قرآن:

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٠٣﴾

آپ انہیں پاک و صاف کریں اور ان کی تحسین و آفرین کریں(حوصلہ افزائی کریں)آپکی تحسین ان کیلئے باعث سکون ہے۔

(سورا التوبہ 9،آیت نمبر۔103)

ایک اور مقام پر مومنین پر صلوت کا ذکر کچھ اس طرح آیا ہے:

قرآن:

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾

یہی وہ لوگ ہیں جن کی تائید و نصرت کی جاتی ہے ان کے رب کی طرف سے اور رحمت بھیجی جاتی ہے۔

(سورۃ البقرۃ 2،آیت نمبر۔157)

درود تسبیح کے دانوں پر پڑھنے والے چند الفاظ کا نام نہیں بلکہ نظام خداوندی کو قائم کرنے میں اپنا کردار ادا کرنے کی جہدِ مسلسل کو درود کہتے ہیں، جب دین مذہب میں تبدیل ہوا تو اسلام کی دیگر زندگی بخش اصطلاحات کی طرح اس

"صلوٰت" کو بھی چند الفاظ کا دہرا دینا قرار دے دیا گیا لہٰذا جب اللہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! تم حضور ﷺ پر صلوٰت بھیجو مطلب حضور ﷺ کے لائے ہوئے نظام کی تائید بھی کرو اور نصرت بھی، تو مذہبی پیشوائیت کی طرف سے کہا گیا کہ حضور ﷺ پر صلوٰت بھیجنے کا طریقہ یہ کہ "اللھم صلی علیٰ محمد" پڑھ لو تو یہ فریضہ ادا ہو جائے گا، ملاحظہ فرمایئے:

حدیث:

حضرت ابو حمید ساعدیؓ بیان کرتے ہیں: لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ تو نبی اکرم نے یہ فرمایا: تم یہ پڑھو: اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ پر درود نازل کر، ان کی ازواج اور ان کی ذریت پر بھی نازل کر، جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ پر برکتیں نازل کی تھیں، بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔292، صفحہ نمبر۔274، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔293، صفحہ نمبر۔275، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔30

شہید کون؟

شہید کون؟ پیٹ درد سے مرنے والا شہید۔ طاعون سے مرنے والا شہید۔ ڈوب کر مرنے والا شہید۔ ملبے تلے دب کر مرنے والا شہید۔

اللہ کی راہ میں شہید ہو جانے والوں کے بارے میں قرآن میں ہے کہ :

قرآن:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (154/2)

ترجمہ: ” اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں اُنہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم اِس کا شعور نہیں رکھتے۔“

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 154}

قرآن:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ (169/3)

ترجمہ: ” جو اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں مردہ خیال بھی نہ کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے ربّ کے پاس سے رِزق پاتے ہیں۔“

{سورۃ آلِ عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 169}

دوسری طرف شہید کے مقام اور جہاد کی اہمیت کو کم کرنے کیلئے بہت سی حدیثیں وضع کی گئیں ملاحظہ کیجیے
:

حدیث:

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ایک مرتبہ ایک شخص جا رہا تھا اسے راستے میں کانٹوں والی شاخ نظر آئی تو اس نے اسے ہٹادیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول کیا، اس کی مغفرت کردی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: شہدا پانچ قسم کے ہیں، پیٹ کے درد کی وجہ سے مرنے والا شخص شہید ہے، طاعون کی وجہ سے مرنے والا شخص شہید ہے، ڈوب کر یا ملبے کے نیچے آکر مرنے والا شخص شہید ہے، اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا شخص شہید ہے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔303، صفحہ نمبر۔291، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔31

مقام حدیث

وحی ظنی نہیں ہوسکتی جبکہ مذہبی پیشوائیت روایات کو وحی کا درجہ دیتی ہے، ملاحظہ کیجئے مذہبی پیشوائیت کی وحی:

مقام حدیث: حضرت عائشہؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کے اس بیان کو مسترد کر دیا کہ جو جنابت کی حالت میں صبح کرے وہ روزہ نہ رکھے۔

ابو بکر بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں: میں اور میرے والد مروان بن حکم کے پاس موجود تھے جو مدینہ منورہ کا گورنر تھا وہاں اس بات کا تذکرہ ہوا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے یہ بات بیان کی ہے کہ: جو شخص جنابت کی حالت میں صبح کرتا ہے وہ اس دن روزہ نہ رکھے، تو مروان نے کہا: اے عبدالرحمٰن! میں آپ کو قسم دے کر یہ کہتا ہوں کہ آپ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور ام المومنین ام سلمہؓ کے پاس جائیں اور ان دونوں سے اس بارے میں دریافت کریں۔ راوی کہتے ہیں: عبدالرحمن وہاں سے چل پڑے، ان کے ساتھ میں بھی چل پڑا، ہم سیدہ عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم نے سیدہ عائشہؓ کو سلام کیا، پھر عبدالرحمن نے عرض کی: اے ام المومنین! ہم مروان بن حکم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے وہاں اس بات کا تذکرہ ہوا کہ حضرت ابوہریرہؓ یہ کہتے ہیں کہ جو شخص جنابت کی حالت میں صبح کرتا ہے وہ اس دن روزہ نہ رکھے۔ تو سیدہ عائشہؓ نے فرمایا: اے عبدالرحمن! جس طرح حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا ہے، معاملہ اس طرح نہیں ہے، کیا تم اس چیز سے منہ موڑو گے جو نبی اکرم ﷺ کیا کرتے تھے؟ تو عبدالرحمن نے عرض کی اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، تو سیدہ عائشہؓ نے فرمایا: میں نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ گواہی دے کر یہ بات بیان کرتی ہوں کہ آپ صحبت کرنے کی وجہ سے بعض اوقات صبح کے وقت جنابت کی حالت میں ہوتے تھے، احتلام کی وجہ سے نہیں، پھر اس دن آپ روزہ رکھ لیا کرتے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں: پھر ہم وہاں سے نکلے اور سیدہ ام سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عبدالرحمن نے ان سے بھی اس بارے میں دریافت کیا

توانہوں نے بھی وہی جواب دیا جو سیدہ عائشہؓ نے جواب دیا تھا، ہم وہاں سے اٹھے اور مروان کے پاس آئے عبدالرحمن نے اس کے سامنے دونوں خواتین کا بیان نقل کیا تو وہ بولا: اے ابو محمد! میں آپ کو قسم دے کر یہ بات کہتا ہوں کہ آپ میرے جانور پر سوار ہو جائیں (راوی کہتے ہیں:) وہ جانور دروازے پر موجود تھا، آپ ابو ہریرہؓ کے پاس جائیں وہ ''عقیق'' میں موجود اپنی زرعی زمین پر ہوں گے، آپ انہیں اس بارے میں بتائیں۔ راوی کہتے ہیں: تو عبدالرحمن سوار ہوئے، ان کے ساتھ میں بھی سوار ہوا، ہم لوگ حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس آئے، عبدالرحمن نے ان کے ساتھ کچھ بات چیت کی، پھر ان کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: مجھے اس بارے میں علم نہیں تھا، مجھے تو کسی شخص نے اس بارے میں یہ بتایا تھا (کہ حکم یہی ہے)۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔351، صفحہ نمبر۔342، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

مقام حدیث: قضا روزے اکٹھے رکھنے ہیں یا الگ الگ؟ صحابہؓ میں اختلاف

ابن شہاب بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کے درمیان رمضان کی قضا کے بارے میں اختلاف ہو گیا، ان میں سے ایک نے کہا کہ اس کے درمیان فرق کیا جا سکتا ہے اور دوسرے کی یہ رائے تھی کہ ان کے درمیان فرق نہیں کیا جا سکتا۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔362، صفحہ نمبر۔350، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

حضور ﷺ نے عرفہ کے دن روزہ رکھا یا نہیں؟ صحابہؓ میں اختلاف

سیدہ ام فضل بنت حارثؓ بیان کرتی ہیں: عرفہ کے دن نبی اکرم ﷺ کے روزہ رکھنے کے بارے میں لوگوں کے درمیان بحث ہوئی (یا لوگوں کو شک ہوا) بعض نے یہ کہا کہ آپ نے روزہ رکھا ہوا ہے، بعض نے کہا روزہ نہیں رکھا ہوا، تو سیدہ ام فضلؓ نے دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت میں بھیجا آپ اس وقت عرفہ میں وقوف کیے ہوئے تھے، نبی اکرم ﷺ نے اسے پی لیا۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔369، صفحہ نمبر۔357، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

مقام حدیث: تلبیہ کے متعلق صحابہؓ کا ایک دوسرے پر غلط حدیث منسوب کرنے کا الزام۔

سالم بن عبداللہ، حضرت عبداللہؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ یہ بیدا ہے جس کے بارے میں تم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ غلط بات منسوب کی ہے، نبی اکرم ﷺ نے ذوالحلیفہ میں موجود مسجد کے پاس سے تلبیہ پڑھنا شروع کیا تھا۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔385، صفحہ نمبر۔375، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

مقام حدیث: حج تمتع کے متعلق حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا اختلاف۔

ابن شہاب، محمد بن عبداللہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جس سال حضرت معاویہؓ حج کرنے کیلئے آئے تھے، اس سال حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور ضحاک بن قیس کے درمیان حج تمتع کے بارے میں بحث ہو گئی یعنی جب کوئی شخص عمرے کو حج کے ساتھ ملا دیتا ہے، ضحاک بن قیس نے کہا: یہ کام وہ شخص کرے گا جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ناواقف ہو گا، حضرت سعد بن وقاصؓ نے فرمایا: تم نے غلط بات کہی ہے، نبی اکرم ﷺ نے ایسا کیا تھا اور آپ کے ساتھ ہم نے بھی ایسا کیا تھا۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔396، صفحہ نمبر۔385، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

مقام حدیث: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان کہ جو شخص قربانی کا جانور بھیجتا ہے اس کیلئے وہ تمام چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جو حاجی کیلئے حرام ہوتی ہیں، حضرت عائشہؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اس بیان کو مسترد کر دیا۔

عمرہ بن عبدالرحمن بیان کرتی ہیں کہ زیاد بن ابوسفیان نے سیدہ عائشہؓ کو خط لکھا جس میں یہ تحریر تھا: حضرت عبداللہ بن عباسؓ یہ کہتے ہیں کہ جو شخص قربانی کا جانور بھیجتا ہے اس کیلئے وہ تمام چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جو حاجی کیلئے

حرام ہوتی ہیں، تو میں بھی اپنا قربانی کا جانور بھیجنے لگا ہوں تو آپ اس بارے میں مجھے اپنا حکم تحریر کریں یا قربانی بھیجنے والے شخص کے بارے میں ہدایت دیں۔ عمرہ کہتی ہیں کہ سیدہ عائشہؓ نے فرمایا: جس طرح عبداللہ بن عباسؓ نے کہا ہے ایسا نہیں ہے، میں نے خود اپنے ہاتھوں کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے ہار بنائے تھے، نبی اکرم ﷺ نے وہ جانور میرے والد کے ساتھ بھجوا دیئے تھے پھر اس کے بعد نبی اکرم ﷺ کیلئے کوئی بھی چیز حرام نہیں ہوئی تھی جس کو اللہ تعالٰی نے آپ کیلئے حلال قرار دیا تھا یہاں تک کہ قربانی کے وہ جانور ذبح کر دیئے گئے تھے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔398، صفحہ نمبر۔388، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

مقام حدیث: حالت احرام والا شخص اپنے سر کو دھو سکتا ہے یا نہیں؟ صحابہؓ میں اختلاف۔

ابراہیم بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت مسور بن مخرمہؓ کے درمیان ابواء کے مقام پر بحث ہو گئی حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ کہنا تھا کہ حالت احرام والا شخص اپنے سر کو دھو سکتا ہے جبکہ حضرت مسورؓ کا کہنا تھا کہ ایسا نہیں کر سکتا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے انہیں (یعنی ابراہیم کے والد کو) حضرت ابوایوب انصاریؓ کے پاس بھیجا تاکہ وہ ان سے اس بارے میں دریافت کریں تو انہوں نے حضرت ابوایوب انصاری کو لکڑی کے دو تختوں کے درمیان غسل کرتے ہوئے پایا، انہوں نے کپڑے کے ذریعے پردہ تان رکھا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ میں نے جواب دیا: میں عبداللہ بن حنین ہوں، مجھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ میں آپ سے یہ دریافت کروں کہ نبی اکرم ﷺ حالت احرام میں سر کو کیسے دھویا کرتے تھے؟ تو حضرت ابوایوب انصاریؓ نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھا، اسے تھوڑا سا ہٹایا جس سے ان کا سر نظر آنے لگا پھر انہوں نے اپنے اوپر پانی بہانے والے شخص سے کہا: تم پانی بہاؤ، اس شخص نے ان کے سر پر پانی بہایا تو انہوں نے اپنے ہاتھ کے ذریعے اپنے سر میں

حرکت دی، پھر اپنے ہاتھ کو آگے سے پیچھے کی طرف لے گئے اور بولے: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔420، صفحہ نمبر۔405، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔32

روزے کی حالت میں بوس و کنار جائز بلکہ سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حالتِ روزہ میں اپنی بیوی سے وظیفہ زوجیت کرنے سے منع فرمادیا ہے۔قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے اِرشادفرمایا :

قرآن:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿187/2﴾

ترجمہ:""تمہارے لئے حلال کردیا گیاروزہ کی رات میں اپنی عورتوں سے بےپردہ ہونا،وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم اُن کیلئے لباس ہو،اللہ نے جان لیا کہ تم اپنے تئیں خیانت کرتے تھے سواُس نے تمہیں معاف کردیااور تم سے درگزر کی،پس اب تمہیں اُن سے مباشرت کی اور اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی چیز کو تلاش کرنے کی اِجازت ہے،تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ممتاز ہوجائے پھر رات تک روزے کو پورا کرو""۔

{سورۃالبقرۃ2آیت نمبر187}

لیکن موطاامام محمد میں(نعوذ باللہ)روزے کی حالت میں اپنی بیویوں کے بوسے لیناجائز قرار دیا جارہاہے،ملاحظہ کیجیے

:

حدیث:

عطابن یسار بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لے لیا۔اس بارے میں الجھن محسوس ہوئی،اس نے اپنی بیوی کو بھیجا تاکہ اس بارے میں دریافت کرے،وہ خاتون سیدہ ام سلمہؓ کے پاس آئی جو نبی اکرم کی زوجہ محترمہ ہیں،تو سیدہ ام سلمہ نے اسے بتایا: نبی اکرم بھی روزے کی حالت میں ان کا بوسہ لے لیا کرتے تھے،وہ عورت اس شخص کے پاس واپس گئی اور اسے اس بارے میں بتایا تو اس کے نتیجے میں اس کی الجھن میں اور اضافہ ہو گیا،وہ بولا ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کی مانند نہیں ہیں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کیلئے جو چاہے حلال قرار دے دے۔وہ عورت دوبارہ سیدہ ام سلمہؓ کے پاس آئی تو اس وقت نبی اکرم ﷺ بھی وہاں موجود تھے،نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا اس عورت کا کیا مسئلہ ہے؟ سیدہ ام سلمہؓ نے آپ کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے بتایا نہیں کہ میں بھی ایسا کر لیتا ہوں تو سیدہ ام سلمہؓ نے عرض کی: میں نے اسے بتایا ہے،یہ اپنے شوہر کے پاس گئی تھی،اس نے اسے بتایا جس کے نتیجے میں اس شخص کی الجھن میں اضافہ ہو گیا۔اور وہ بولا: میں اللہ کے رسول کی مانند نہیں ہوں،اللہ تعالیٰ اپنے رسول کیلئے جس چیز کو چاہے حلال قرار دے سکتا ہے۔تو نبی اکرم ﷺ ناراض ہو گئے،آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور اس کی حدود کا سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔

(موطا امام محمد،حدیث نمبر۔352،صفحہ نمبر۔344،ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار،لاہور)

حدیث:

ابو نضر جو عمر بن عبداللہ کے غلام ہیں،وہ بیان کرتے ہیں: حضرت طلحہ کی صاحبزادی عائشہ نے انہیں یہ بات بتائی ہے کہ ایک مرتبہ وہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ جو نبی اکرم کی زوجہ محترمہ ہیں کے پاس موجود تھیں اسی دوران ان کے شوہر عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابو بکر وہاں آگئے تو سیدہ عائشہؓ نے ان سے کہا کیا وجہ ہے کہ تم اپنی بیوی کے قریب

ہو کر اس کا بوسہ نہیں لیتے اور اس سے خوش نعلیاں نہیں کرتے، انہوں نے دریافت کیا کیا میں روزے کی حالت میں اس کا بوسہ لوں؟ تو سیدہ عائشہؓ نے فرمایا ہاں!

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔353، صفحہ نمبر۔345، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس قسم کی احادیث کا انکار کرتے تھے، ملاحظہ کیجئے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ حالت روزہ میں بوسے اور مباشرت سے منع کرتے تھے۔

حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ وہ روزہ دار شخص کو بوسہ لینے اور مباشرت کرنے سے منع فرماتے تھے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔354، صفحہ نمبر۔346، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔33

شب قدر

قرآن:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ‌ۖ‌ۚ وَمَآ اَدۡرٰٮكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِؕ‏ لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍؕ‏ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓٮِٕكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ‌ۚ مِّنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۛۙ‏ سَلٰمٌ ۛ هِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ

ہم نے اس قرآن کو اس وقت جبکہ ساری دنیا وحی کی روشنی سے محروم ہو کر تیرہ و تار ہو چکی تھی، نئی اقدار اور نئے پیمانے دے کر نازل کیا، لہٰذا جس رات میں اس کے نزول کا آغاز ہوا وہ ایک جہان نو کے نمود کی رات تھی۔ تجھے خدا سے بڑھ کر اور کون بتا سکتا ہے کہ یہ نئی اقدار اور نئے پیمانے کی شب جس میں یہ نازل ہوا ہے کس قدر باعظمت ہے۔ یہ ایک رات اس زمانے کے ہزارہا مہینوں سے بہتر اور افضل ہے جس میں دنیا وحی کی روشنی سے محروم تھی۔ یہ رات در حقیقت نقیب اور طائر پیش رس ہے اس دور کی جو نزول قرآن کے بعد آنے والا ہے، اس دور کی خصوصیت یہ ہوگی کہ رفتہ رفتہ آہستہ آہستہ، بتدریج قانون خداوندی کے مطابق کائناتی قوتیں اور وحی خداوندی ہم آہنگ ہوتی چلی جائیں گی۔ انسان فطرت کی قوتوں کو مسخر کرتا جائے گا اور رفتہ رفتہ ان کا استعمال وحی خداوندی کی روشنی میں انسانیت کی ربوبیت عامہ کیلئے ہونے لگے گا۔ اور اس طرح فساد انگیزیوں اور خونریزیوں کی جگہ زندگی کے ہر گوشے میں امن و سلامتی کی فضا عام ہوتی جائے گی۔ یوں دنیا سے ہر قسم کی تاریکیاں چھٹ جائیں گی اور آخر الامر زمین اپنے نشو و نما دینے والے کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔

نزول قرآن سے پہلے کا زمانہ جہالت کا ایک تاریک دور تھا جب ہر طرف ظلم کا نظام تھا، فرمایا کہ قرآن مجید ایسی ہی ایک رات (تاریک دور) میں نازل کیا گیا اور یہ ایسی بابرکت رات تھی جو ہزاروں راتوں (تاریک ادوار) سے بہتر تھی۔ یہاں اس دور کا ذکر کیا گیا ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا تھا لیکن یہ بات سمجھ سے بالا تر ہے کہ اب اس رات کو کیسے تلاش کیا جا سکتا ہے؟ ذیل کی احادیث قابل غور ہیں۔

رمضان کی آخری سات راتوں میں شب قدر تلاش کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: رمضان کی آخری سات راتوں میں شب قدر کو تلاش کرو۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔375، صفحہ نمبر۔364، ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار، لاہور)

رمضان کے آخری عشرے میں شب قدر تلاش کرو۔

ہشام بن عروہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: رمضان کے آخری عشرے میں شب قدر کو تلاش کرو۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔376، صفحہ نمبر۔366، ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار، لاہور)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ رمضان کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے، ایک سال آپ نے اسی طرح اعتکاف کیا، جب اکیسویں رات ہوئی تو یہ وہ رات تھی کہ جب آپ نے اعتکاف گاہ سے باہر تشریف لانا تھا اس وقت آپ نے یہ ارشاد فرمایا: جو شخص میرے ساتھ اعتکاف کرنا چاہتا ہو وہ آخری عشرے میں بھی میرے ساتھ اعتکاف کرے کیونکہ میں نے اس رات (یعنی شب قدر) کے بارے میں دیکھا تھا پھر مجھے یہ بات بھلادی گئی لیکن مجھے اپنے بارے میں یہ بات اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے اس رات کی صبح میں پانی اور مٹی یعنی کیچڑ میں سجدہ کیا تھا تو تم اسے آخری عشرے میں تلاش کرنا۔ حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں: اسی رات بارش ہوگئی، مسجد کی چھت کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی تھی، اس میں سے پانی ٹپکنے لگا۔ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں میں نے اپنی دونوں آنکھوں کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپ کی پیشانی مبارک اور ناک مبارک کے اوپر پانی اور مٹی کا نشان موجود تھا، یہ اکیسویں رات کی صبح کی بات ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔378، صفحہ نمبر۔369، ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔34

احرام والا نہ خود نکاح کر سکتا ہے نہ پیغام بھیج سکتا ہے اور نہ ہی دوسرے کا نکاح کروا سکتا ہے۔

موطا امام محمد کی ایک حدیث ملاحظہ ہو:

احرام والا نہ خود نکاح کر سکتا ہے نہ پیغام بھیج سکتا ہے اور نہ ہی دوسرے کا نکاح کروا سکتا ہے۔

حدیث:

نافع کہتے ہیں، نبیہ بن وہب بیان کرتے ہیں: عمر بن عبید اللہ نے ابان بن عثمان کو پیغام بھیجا وہ ان دنوں مدینہ منورہ کے گورنر تھے، یہ دونوں حضرات حالت احرام میں تھے، عمر بن عبید اللہ نے کہا کہ میں اپنے بیٹے طلحہ بن عمر کی شادی شیبہ بن زبیر کی صاحبزادی کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ بھی اس میں شریک ہوں ،انہوں نے ان کی اس بات پر اعتراض کیا اور بولے: میں نے حضرت عثمان غنیؓ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: احرام والا شخص نہ تو خود نکاح کر سکتا ہے اور نہ نکاح کا پیغام بھیج سکتا ہے نہ کسی دوسرے کا نکاح پڑھا سکتا ہے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔436، صفحہ نمبر۔416، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

حدیث:

نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرؓ یہ فرماتے ہیں: حالت احرام والا شخص نہ تو نکاح کر سکتا ہے اور نہ اپنے لیے نکاح کا پیغام بھیج سکتا ہے نہ کسی دوسرے کیلئے بھیج سکتا ہے۔

(موطاامام محمد،حدیث نمبر۔437،صفحہ نمبر۔418،ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار،لاہور)

حضرت عمرؓ نے حالت احرام میں کیے گئے نکاح کو کالعدم قرار دے دیا۔

حدیث:

غطفان بیان کرتے ہیں: ان کے والد طریف نے حالت احرام میں شادی کی تھی تو حضرت عمر بن خطابؓ نے ان کے نکاح کو کالعدم قرار دیا تھا۔

(موطاامام محمد،حدیث نمبر۔438،صفحہ نمبر۔418،ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار،لاہور)

خود حضور ﷺ نے منسوب کیا جارہا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے ہی حکم کی خلاف ورزی کی:

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حالت احرام میں نکاح کیا۔

حدیث:

" عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو آپ احرام باندھے ہوئے تھے۔"

{سنن ابوداؤد جلد دوم کتاب الحج حدیث نمبر 80 صفحہ نمبر 44}

حضور ﷺ نے بحالت محرم نکاح کیا

حدیث:

وحدثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، وَإِسْحَاقُ الْحَنْظَلِيُّ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: حدثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، أَخْبَرَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ "، زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ: فَحَدَّثْتُ بِهِ الزُّهْرِيَّ، فَقَالَ: أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ: أَنَّهُ نَكَحَهَا وَهُوَ حَلَالٌ.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم محرم تھے (یعنی حرم میں تھے) اور ابن نمیر نے زیادہ کہا کہ پھر میں نے زہری سے بیان کی یہی حدیث تو انہوں نے کہا: خبر دی مجھ کو یزید بن اصم رضی اللہ عنہ نے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور آپ حلال تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث نمبر 3451)

حضور ﷺ نے حضرت میمونہؓ سے حالت احرام میں نکاح کیا

حدیث:

وحدثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: " تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ".

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح کیا۔

(صحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث نمبر 3452)

(صحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث نمبر 3453)

حضور ﷺ نے حضرت میمونہؓ سے دوران حج حالت احرام میں نکاح کیا اور خلوت کی

حدیث:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: " تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ حَلَالٌ، وَبَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ، وَكُنْتُ أَنَا الرَّسُولَ فِيمَا بَيْنَهُمَا ". قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَهُ غَيْرَ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ رَبِيعَةَ، وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ رَبِيعَةَ،

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ، وَهُوَ حَلَالٌ " رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا، قَالَ: وَرَوَاهُ أَيْضًا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ رَبِيعَةَ مُرْسَلًا. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرُوِيَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ مَيْمُونَةَ، قَالَتْ: " تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ حَلَالٌ ". وَيَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ هُوَ ابْنُ أُخْتِ مَيْمُونَةَ.

ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ سے نکاح کیا اور آپ حلال تھے پھر ان کے خلوت میں گئے تب بھی آپ حلال تھے، اور میں ہی آپ دونوں کے درمیان پیغام رساں تھا۔

(سنن ترمذی، حدیث نمبر: 841)

(سنن ترمذی، حدیث نمبر: 842)

(سنن ترمذی، حدیث نمبر: 843)

(سنن ترمذی، حدیث نمبر: 844)

(سنن ترمذی، حدیث نمبر: 845)

حضور ﷺ نے میمونہؓ سے حالت احرام میں نکاح کیا

حدیث :

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: " أَنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكَحَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ".

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (میمونہ رضی اللہ عنہا سے) حالت احرام میں نکاح کیا

(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر۔1965)

باب نمبر۔43

حضور ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کی۔

نافعؒ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ بات بیان کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے آپ کے ساتھ حضرت اسامہ بن زید، حضرت بلال اور حضرت عثمان بن طلحہ حجبیؓ بھی تھے، انہوں نے دروازہ بند کر دیا، وہ کچھ دیر اندر ٹھہرے رہے۔ حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں: بعد میں جب وہ لوگ باہر تشریف لے آئے تو میں نے حضرت بلال سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ نے اندر کیا کیا تھا؟ انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ایک ستون کو اپنے بائیں طرف رکھا تھا اور دو ستونوں کو اپنے دائیں طرف رکھا تھا اور تین ستونوں کو اپنے پیچھے کی طرف رکھا تھا اور پھر نماز ادا کی تھی۔ (راوی کہتے ہیں) ان دنوں خانہ کعبہ کے اندر چھ ستون ہوا کرتے تھے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔480، صفحہ نمبر۔454، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

ان روایتوں کا مقام ملاحظہ کیجئے کہ دوسری جگہ کیا کہا جارہا ہے:

حضور ﷺ نے کعبے کے اندر نماز نہیں پڑھی

حدیث:

حدثنا إِسْحَاقَ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدُ بْنُ حميد، جميعا عَنِ ابْنِ بَكْرٍ، قَالَ عبد: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَسَمِعْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: إِنَّمَا أُمِرْتُمْ بِالطَّوَافِ، وَلَمْ تُؤْمَرُوا بِدُخُولِهِ، قَالَ: لَمْ يَكُنْ يَنْهَى عَنْ دُخُولِهِ، وَلَكِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ الْبَيْتَ دَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا، وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ، حَتَّى

خَرَجَ. فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ فِي قُبُلِ الْبَيْتِ رَكْعَتَيْنِ، وَقَالَ: هَذِهِ الْقِبْلَةُ". قُلْتُ لَهُ: مَا نَوَاحِيهَا، أَفِي زَوَايَاهَا. قَالَ: "بَلْ فِي كُلِّ قِبْلَةٍ مِنَ الْبَيْتِ".

ابن جریج نے کہا کہ میں نے عطاء سے کہا کہ تم نے سنا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ فرماتے تھے کہ تم کو حکم ہوا ہے طواف کا اور نہیں حکم ہوا ہے کعبہ کے اندر جانے کا، کہا عطاء نے کہ وہ منع نہیں کرتے تھے اس کے اندر جانے سے مگر میں نے ان کو سنا کہ کہتے تھے کہ خبر دی مجھ کو سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب داخل ہوئے کعبہ میں تو ہر طرف اس میں دعا کی اور نماز نہیں پڑھی پھر جب نکلے تو دو رکعت پڑھی قبلہ کے آگے اور فرمایا: ”یہی قبلہ ہے۔“ میں نے ان سے کہا کہ کیا حکم ہے اس کے کناروں کا؟ اور کیا حکم ہے اس کے کونوں میں نماز کا؟ تو انہوں نے کہا کہ ہر طرف بیت اللہ شریف کے قبلہ ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، حدیث نمبر 3237)

(صحیح مسلم، کتاب الحج، حدیث نمبر 3238)

حضور ﷺ بیت اللہ کے اندر داخل ہی نہیں ہوئے

حدیث:

وحَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنِي هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فِي عُمْرَتِهِ؟ قَالَ: لَا.

اسمٰعیل نے کہا کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا جو صحابی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کیا داخل ہوئے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں اپنے عمرہ کی حالت میں؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، حدیث نمبر 3239)

حضور ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی یا صرف تکبیر کہی، صحابہؓ لاعلم

حدیث:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ بِلَالٍ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " صَلَّى فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ ". قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمْ يُصَلِّ وَلَكِنَّهُ كَبَّرَ، قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ عُثْمَانَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ بِلَالٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بِالصَّلَاةِ فِي الْكَعْبَةِ بَأْسًا، وقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: لَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ النَّافِلَةِ فِي الْكَعْبَةِ، وَكَرِهَ أَنْ تُصَلَّى الْمَكْتُوبَةُ فِي الْكَعْبَةِ، وقَالَ الشَّافِعِيُّ: لَا بَأْسَ أَنْ تُصَلَّى الْمَكْتُوبَةُ وَالتَّطَوُّعُ فِي الْكَعْبَةِ، لِأَنَّ حُكْمَ النَّافِلَةِ وَالْمَكْتُوبَةِ فِي الطَّهَارَةِ وَالْقِبْلَةِ سَوَاءٌ.

بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی۔ جب کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: آپ نے نماز نہیں پڑھی بلکہ آپ نے صرف تکبیر کہی۔

(سنن ترمذی، حدیث نمبر: 874)

لگتا ہے درج ذیل روایت گھڑنے والا کوئی بڑا بیوقوف آدمی تھا، کیونکہ حجر اسود کی تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ شروع سے اس کا نام حجر اسود ہی تھا یعنی کالا پتھر، اگر یہ پتھر پہلے سفید تھا تو اس کا نام حجر ابیض ہونا چاہیے تھا، کیا پہلے زمانے کے لوگ اتنے اندھے تھے کہ سفید پتھر کو حجر اسود یعنی کالا پتھر کہتے تھے، روایت ملاحظہ کیجئے:

حجراسود کا رنگ سفید تھا، لوگوں کے گناہوں کے باعث کالا ہو گیا

حدیث:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نَزَلَ الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ". قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حجر اسود جنت سے اترا، وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، لیکن اسے بنی آدم کے گناہوں نے کالا کر دیا۔

(سنن ترمذی، حدیث نمبر: 877)

حجراسود اور مقام ابراہیم جنت کے دو یاقوت تھے، اللہ نے ان کا نور ختم کر دیا

حدیث:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ رَجَاءٍ أَبِي يَحْيَى، قَال: سَمِعْتُ مُسَافِعًا الْحَاجِبَ، قَال: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "إِنَّ الرُّكْنَ، وَالْمَقَامَ يَاقُوتَتَانِ مِنْ يَاقُوتِ الْجَنَّةِ، طَمَسَ اللَّهُ نُورَهُمَا، وَلَوْ لَمْ يَطْمِسْ نُورَهُمَا لَأَضَاءَتَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ". قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا يُرْوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو مَوْقُوفًا قَوْلُهُ، وَفِيهِ عَنْ أَنَسٍ أَيْضًا، وَهُوَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”حجر اسود اور مقام ابراہیم دونوں جنت کے یاقوت میں سے دو یاقوت ہیں، اللہ نے ان کا نور

ختم کر دیا، اگر اللہ ان کا نور ختم نہ کرتا تو وہ مشرق و مغرب کے سارے مقام کو روشن کر دیتے۔

(سنن ترمذی، حدیث نمبر: 878)

باب نمبر۔35

حج بدل جائز ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قرآن:

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (164/6)

کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

{سورۃ الانعام 6 آیت 164}

مزید حوالہ جات: سورہ یونس 10 آیت 41۔ سورۃ بنی اسرائیل 17 آیت 15۔ سورۃ الفاطر 35 آیت 18۔ سورۃ الزمر 39 آیت 7۔ سورۃ النجم 53 آیت 38 تا 41۔

اس کے بر عکس موطا امام محمد میں لکھا ہے کہ:

حدیث:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں: حضرت فضل بن عباسؓ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے (سواری پر بیٹھے ہوئے) تھے اسی دوران خثعم قبیلے کی ایک عورت نبی اکرم ﷺ سے مسئلہ دریافت کرنے کیلئے آئی تو حضرت فضل نے اس کی طرف دیکھنا شروع کر دیا، اس عورت نے ان کی طرف دیکھنا شروع کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے حضرت فضلؓ کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا۔ اس خاتون نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے حج فرض کیا ہے وہ میرے عمر رسیدہ بوڑھے والد پر فرض ہوا ہے جو سواری پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہیں، میں ان کی طرف سے حج کر لوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں!

(راوی کہتے ہیں) یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔481، صفحہ نمبر۔456، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔482، صفحہ نمبر۔457، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔483، صفحہ نمبر۔457، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔36

عزل جائز ہے۔

قرآن میں نکاح کے سلسلے میں فرمایا گیا ہے کہ اِس کا مقصد محض شہوت رانی نہیں ہونا چاہیے، چنانچہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ط(24/4)

ترجمہ:” اوران کے سواسب عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئیں ہیں بشرطیکہ تم چاہو اپنے مالوں سے قید نکاح میں لانے کو، نہ کہ ہوس رانی کو۔“(سورۃ النساء4آیت نمبر24)

قرآن:

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ ؗ(223/2)

ترجمہ:” تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں پس اپنی کھیتی میں آؤ جب چاہو۔“(سورۃ البقرۃ2آیت نمبر223)

عورتوں کو کھیتی سے تشبیہ دے کر یہ بات سمجھائی جارہی ہے کہ اِن سے وظیفۂ زوجیت کا مقصد اولاد حاصل کرنا ہونا چاہیے نہ کہ محض شہوت رانی۔کسان کھیتی میں ہل چلاتا ہے تو اُس کا مقصد فصل حاصل کرنا ہوتا ہے۔

قرآن:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ ط هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ج فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ص {187/2}

ترجمہ: ''تمہارے لئے جائز کر دیا گیا روزہ کی رات میں اپنی عورتوں سے بے پردہ ہونا، وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم اُن کیلئے لباس ہو، اللہ نے جان لیا کہ تم اپنے تئیں خیانت کرتے تھے سو اُس نے تم کو معاف کر دیا اور تم سے درگذر کی پس اب اُن سے ملو اور جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، طلب کرو۔'' (سورۃ البقرۃ 2 آیت نمبر 187)

اِس آیت میں بھی مباشرت کا مقصد اولاد حاصل کرنا بتایا جارہا ہے لیکن موطا امام محمد کی احادیث میں محض شہوت رانی کی نیّت سے اپنی عورتوں کے پاس جانا جائز قرار دیا گیا ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حجاج بن عمرو بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ وہ حضرت زید بن ثابتؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اسی دوران ابن فہد جو یمن سے تعلق رکھنے والا شخص تھا وہاں آیا، وہ بولا: اے ابو سعید! میرے پاس کچھ کنیزیں ہیں جو مجھے اپنی بیویوں سے بھی زیادہ پسند ہیں لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ وہ مجھ سے حاملہ ہو جائیں تو کیا میں عزل کر لیا کروں؟ تو حضرت زیدؓ نے فرمایا: اے حجاج! تم اسے فتویٰ دو! میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت کرے! ہم تو خود آپ کے پاس سیکھنے کیلئے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، تو انہوں نے فرمایا: تم اسے فتویٰ دو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: وہ تمہارا کھیت ہے اگر تم چاہو تو اسے پیاسا رکھو، اگر چاہو تو اسے سیراب کر دو۔ راوی کہتے ہیں، میں نے یہ بات حضرت زیدؓ کی زبانی سن رکھی تھی (تو اسے ہی دہرا دیا) حضرت زیدؓ نے فرمایا: اس نے سچ کہا۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔550، صفحہ نمبر۔528، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔37

کتا رکھنے سے ثواب میں کتنی کمی ہو گی؟

کھیت اور بکریوں کی رکھوالی کے علاوہ کتا پالنے والے کے نامہ اعمال سے روزانہ ایک قیراط کمی ہوتی ہے۔

حدیث:

سائب بن یزید بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت سفیان بن ابو زہیرؓ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے جن کا تعلق شنوءہ قبیلے سے تھا اور وہ نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں انہوں نے مسجد نبوی کے دروازے کے پاس ان لوگوں کو یہ حدیث سنائی، انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص کتا پالتا ہے جو اس کے کھیت یا بکریوں وغیرہ کی حفاظت کیلئے نہ ہو اس شخص کے عمل میں سے روزانہ ایک قیراط کم ہو جاتا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا: کیا آپ نے خود نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! رب کعبہ کی قسم اور اس مسجد کے پروردگار کی قسم! (میں نے خود نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے)

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔892، صفحہ نمبر۔825، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

جس نے کتا پالا اس کے ثواب سے روزانہ کے حساب سے دو قیراط کٹنگ ہو گی

حدیث:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا، إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ، أَوْ ضَارِي، نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ".

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کوئی کتا پالا سوا
“اس کتے کے جو جانوروں کی حفاظت کے لئے ہو یا شکاری ہو تو اس کا ثواب ہر روز دو قیراط کے برابر کم ہو گا۔

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، حدیث نمبر 4023)

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، حدیث نمبر 4024)

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، حدیث نمبر 4025)

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، حدیث نمبر 4028)

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، حدیث نمبر 4029)

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، حدیث نمبر 4030)

کتا رکھنے والے کے ثواب میں سے ہر روز دو قیراط کم کر دیا جاتا ہے

حدیث:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ, حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ, عَنْ أَيُّوبَ, عَنْ نَافِعٍ, عَنِ ابْنِ عُمَرَ, قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِضَارٍ, وَلَا كَلْبَ مَاشِيَةٍ, نَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ", قَالَ: وَفِي الْبَاب, عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ, وَأَبِي هُرَيْرَةَ, وَسُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ, قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ, وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: "أَوْ كَلْبَ زَرْعٍ".

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ایسا کتا پالا یا رکھا جو سدھایا ہوا شکاری اور جانوروں کی نگرانی کرنے والا نہ ہو تو اس کے ثواب میں سے ہر دن دو قیراط کے برابر کم ہو گا“ ۱؎۔

(سنن ترمذی، حدیث نمبر: 1487)

کتا پالنے سے ہر روز دو قیراط کم ہوتا ہے

حدیث :

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي شِهَابٍ، حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْلَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ، لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا، فَاقْتُلُوا مِنْهَا الْأَسْوَدَ الْبَهِيمَ، وَمَا مِنْ قَوْمٍ اتَّخَذُوا كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ كَلْبَ حَرْثٍ، إِلَّا نَقَصَ مِنْ أُجُورِهِمْ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ".

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر کتے اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق نہ ہوتے، تو میں یقیناً ان کے قتل کا حکم دیتا، پھر بھی خالص کالے کتے کو قتل کر ڈالو، اور جن لوگوں نے جانوروں کی حفاظت یا شکاری یا کھیتی کے علاوہ دوسرے کتے پال رکھے ہیں، ان کے اجر سے ہر روز دو قیراط کم ہو جاتے ہیں“ ۱؎۔

(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر۔3205)

کتا رکھنے سے روزانہ دو قیراط ثواب کی کمی

حدیث:

أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَنْظَلَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمًا يُحَدِّثُ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا نَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ إِلَّا ضَارِيًا، أَوْ صَاحِبَ مَاشِيَةٍ".

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کوئی کتا پالا تو روزانہ اس کے اجر سے دو قیراط اجر کم ہو گا، سوائے شکاری یا جانوروں کی رکھوالی کرنے والے کتے کے“۔

(سنن نسائی، حدیث نمبر:4289)

(سنن نسائی، حدیث نمبر:4291)

(سنن نسائی، حدیث نمبر:4292)

(سنن نسائی، حدیث نمبر:4295)

باب نمبر۔38

فرشتے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا :

قرآن:

لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (6/66)

ترجمہ:''اللہ جوانہیں (فرشتوں کو) حکم دیتا ہے، وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔''

{سورۃ التحریم سورہ نمبر 66 آیت نمبر 6}

جبکہ موطاامام محمد میں ہے:

اونٹوں کے جس قافلے کے ساتھ گھنٹی ہو، فرشتے اس کے ساتھ نہیں چلتے۔

سالم بن عبداللہ، جراح کے حوالے سے سیدہ ام حبیبہؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اونٹوں کے جس قافلے کے ساتھ گھنٹی ہو فرشتے اس کے ساتھ نہیں چلتے ہیں۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔903، صفحہ نمبر۔833، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔39

پچھنے لگانے کی مزدوری لینا بری کمائی ہے

حضور ﷺ نے پچھنے لگوانے کو بیماریوں سے بچنے کا علاج قرار دیا ہے اور اسے افضل دواؤں میں سے ایک دوا فرمایا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے اس کی مزدوری کو رنڈی فاحشہ کی کمائی اور کتے کی قیمت کی مثل ٹھہرایا ہے جو کہ ایک حیران کن بات ہے۔ قارئین کرام! بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ مسلمان اس وقت ورطہ حیرت میں ڈوب جاتے ہیں جب انہی روایات میں حضور ﷺ خود پچھنے لگواتے اور پھر اس کی مزدوری دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

پچھنے لگانا افضل کام ہے

حدیث:

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ، عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ، عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ، فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ، وَلَا تُعَذِّبُوا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ.

حمید سے روایت ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: حجام کی کمائی کیسی ہے؟ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری، اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افضل ان چیزوں میں جن سے تم دوا کرتے ہو حجامت ہے (یعنی پچھنے لگانا) اور قسط بحری یعنی دریائی کوٹ اور مت ایذا دو اپنے بچوں کو حلق دبا کر۔''

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، حدیث نمبر 4039)

پچھنے لگانے کی مزدوری لینا بری کمائی ہے

حدیث:

وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، يُحَدِّثُ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "" شَرُّ الْكَسْبِ: مَهْرُ الْبَغِيِّ، وَثَمَنُ الْكَلْبِ، وَكَسْبُ الْحَجَّامِ ".

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ”بری کمائی ہے رنڈی فاحشہ کی کمائی اور کتے کی قیمت اور پچھنے لگانے والے کی مزدوری۔“

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، حدیث نمبر 4011)

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ،حدیث نمبر 4012)

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ،حدیث نمبر 4013)

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ،حدیث نمبر: 4014)

پچھنے لگانے والے کی کمائی پلید ہے۔

حدیث :

” موسیٰ بن اسمٰعیل، ابان، یحیٰ، ابراہیم بن عبداللہ بن ۔۔۔ قارظ، سائب بن یزید، حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: پچھنے لگانے والے کی کمائی پلید ہے اور کتے کی قیمت پلید ہے اور زانیہ کی کمائی پلید ہے۔“

{سنن ابوداؤد، جلد سوم کتاب البیوع حدیث نمبر 27 صفحہ نمبر 27}

اجازت مانگنے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پچھنے لگانے کی مزدوری لینے سے منع فرمادیا۔

حدیث :

" ابن محیصہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پچھنے لگانے کی مزدوری لینے کی اجازت مانگتے رہے لیکن آپ نے انہیں اس سے منع فرمادیا، وہ برابر سوال کرتے اور اجازت مانگتے رہے یہاں تک کہ آپ نے انہیں حکم دیا کہ اپنے اونٹوں کو چارہ کھلا دینا اور اپنے غلام کو۔"

{سنن ابوداؤد، جلد سوم کتاب البیوع حدیث نمبر 28 صفحہ نمبر 28}

حضور ﷺ نے پچھنے لگانے والے کو مزدوری دی۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوطیبہ نے نبی اکرم ﷺ کو پچھنے لگائے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں معاوضے کے طور پر ایک صاع کھجوریں عطا کی تھیں اور ان کے مالک کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ ان کے خراج میں کمی کردے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔988، صفحہ نمبر۔897، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔40

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا درست ہے۔

موطاامام محمد میں ہے:

عبداللہ بن دینار بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔995، صفحہ نمبر۔902، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

حضور ﷺ نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا

حدیث:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبُولُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوهُ مَا كَانَ يَبُولُ إِلَّا قَاعِدًا ". قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ, وَبُرَيْدَةَ, وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَسَنَةَ. قال أبو عيسى: حَدِيثُ عَائِشَةَ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ، وَحَدِيثُ عُمَرَ إِنَّمَا رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ، قَالَ: رَآنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبُولُ قَائِمًا، فَقَالَ: " يَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا "، فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَإِنَّمَا رَفَعَ هَذَا الْحَدِيثَ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ أَبِي الْمُخَارِقِ وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، ضَعَّفَهُ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَتَكَلَّمَ فِيهِ, وَرَوَى عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَا بُلْتُ قَائِمًا مُنْذُ أَسْلَمْتُ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْكَرِيمِ, وَحَدِيثُ بُرَيْدَةَ فِي هَذَا غَيْرُ مَحْفُوظٍ، وَمَعْنَى النَّهْيِ

عَنِ الْبَوْلِ قَائِمًا عَلَى التَّأْدِيبِ لَا عَلَى التَّحْرِيمِ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: إِنَّ مِنَ الْجَفَاءِ أَنْ تَبُولَ وَأَنْتَ قَائِمٌ.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جو تم سے یہ کہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو تم اس کی تصدیق نہ کرنا، آپ بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے۔

(سنن ترمذی، حدیث نمبر 12)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے

حدیث :

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَإِسْمَاعِيل بْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقْهُ، أَنَا رَأَيْتُهُ يَبُولُ قَاعِدًا".

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جو تم سے بیان کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا تو تم اس کی تصدیق نہ کرو، میں نے دیکھا ہے کہ آپ بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔

(سنن ابنِ ماجہ، حدیث نمبر۔307)

(سنن ابنِ ماجہ، حدیث نمبر۔308)

حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا

حدیث :

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: " نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبُولَ قَائِمًا "، سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَزِيدَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيَّ، يَقُولُ: قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ: " أَنَا رَأَيْتُهُ يَبُولُ قَاعِدًا "، قَالَ: الرَّجُلُ أَعْلَمُ بِهَذَا مِنْهَا، قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَكَانَ مِنْ شَأْنِ الْعَرَبِ الْبَوْلُ قَائِمًا، أَلَا تَرَاهُ فِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ حَسَنَةَ، يَقُولُ: " قَعَدَ يَبُولُ كَمَا تَبُولُ الْمَرْأَةُ ".

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا ۱؎۔ ابوالحسن القطان کہتے ہیں: میں نے ابوعبداللہ محمد بن یزید (یعنی: ابن ماجہ) سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے احمد بن عبدالرحمٰن مخزومی سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ سفیان ثوری نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث: «أنا رأيته يبول قاعدا» کے بارے میں کہا کہ: مرد اس بات کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ جانتے ہیں، (احمد بن عبدالرحمٰن مخزومی کی سفیان ثوری سے ملاقات نہیں)۔ احمد بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: عربوں کی عادت کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی تھی، کیا تم اسے عبدالرحمٰن بن حسنہ کی حدیث میں دیکھتے نہیں ہو؟ اس میں ہے: ”دیکھو! وہ عورتوں کی طرح بیٹھ کر پیشاب کرتے ہیں“۔

(سنن ابنِ ماجہ، حدیث نمبر۔309)

حضور ﷺ نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا

حدیث:

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قال: أَنْبَأَنَا شَرِيكٌ، عَنْ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:" مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوهُ، مَا كَانَ يَبُولُ إِلَّا جَالِسًا".

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جو تم سے یہ بیان کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا، تو تم اس کی تصدیق نہ کرو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر ہی پیشاب کیا کرتے تھے ۱؎۔

(سنن نسائی، حدیث نمبر: 29)

باب نمبر۔41

حضرت علیؓ کو بکثرت مذی آتی تھی

جنسی تسکین کا بھوکا انسان ہر وقت سیکس کے متعلق ہی سوچتا رہتا ہے، مذی کا جاری ہونا ایسی سوچ رکھنے کا ہی نتیجہ ہے۔ حضرت علیؓ کی مخالف پارٹی کے واضعین حدیث نے آپ کو ایک جنسی مریض ثابت کرنے کیلئے درج ذیل قسم کی روایت گھڑی، ملاحظہ کیجئے:

حضرت علیؓ کی مذی بہت خارج ہوتی تھی۔

حضرت مقداد بن اسودؓ بیان کرتے ہیں: حضرت علی بن ابو طالبؓ نے انہیں یہ ہدایت کی، وہ نبی اکرم ﷺ سے کسی ایسے شخص کے بارے میں دریافت کریں جو اپنی اہلیہ کے قریب جاتا ہے تو اس کی مذی خارج ہو جاتی ہے۔ ایسے شخص پر کیا لازم ہو گا؟ کیونکہ آپ کی صاحبزادی میری اہلیہ ہیں تو مجھے آپ سے یہ سوال کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ حضرت مقدادؓ بیان کرتے ہیں، جب میں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص ایسی صورتحال پائے تو وہ اپنی شرمگاہ کو دھودے اور نماز کیلئے وضو کی طرح وضو کرے۔ (یعنی اس پر صرف وضو کرنا لازم ہوتا ہے)

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔42، صفحہ نمبر۔71، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

حضرت عمرؓ کی مذی بہت خارج ہوتی تھی۔

حضرت زید بن اسلمؓ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں حضرت عمر بن خطابؓ نے یہ بات ارشاد فرمائی: میں اسے (یعنی مذی کے خروج کو) یوں پاتا ہوں کہ گویا مجھ سے موتی نکل رہے ہیں (یعنی یکے بعد دیگرے قطرے نکلتے

ہیں)جب کسی شخص کو ایسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑے تو وہ اپنی شرمگاہ کو دھودے اور نماز کے وضو کی طرح وضو کر لے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔43، صفحہ نمبر۔72، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔42

مستحاضہ

مستحاضہ نماز کیلئے کیا کرے، ملاحظہ کیجئے:

مستحاضہ ہر نماز کیلئے غسل کرے۔

سلیمان بن یسار، سیدہ ام سلمہؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک عورت کا بکثرت خون خارج ہوتا تھا تو سیدہ ام سلمہؓ نے نبی اکرم ﷺ سے اس کیلئے حکم دریافت کیا، آپ نے ارشاد فرمایا: اس عورت کو اب جس صورتحال کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اس سے پہلے مہینے کے جن دنوں میں اسے حیض آیا کرتا تھا، وہ ان دنوں کا انتظار کرے گی۔ ان مخصوص دنوں میں نماز ترک کر دے گی، جب وہ عرصہ گزر جائے گا تو وہ غسل کرے گی اور پھر (اپنی شرمگاہ پر) کپڑا رکھ کر نماز ادا کرنا شروع کر دے گی۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔82، صفحہ نمبر۔106، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

مستحاضہ ایک طہر سے دوسرے طہر تک غسل کرے اور ہر نماز کیلئے وضو کرے۔

ابو بکر بن عبدالرحمن کے غلام "سمی" بیان کرتے ہیں قعقاع بن حکیم اور زید بن اسلم نے انہیں سعید بن مسیب کے پاس بھیجا تاکہ ان سے مستحاضہ کا حکم دریافت کریں کہ وہ کیسے غسل کرے گی؟ تو سعید نے بتایا: وہ ایک طہر سے لے کر اگلے طہر تک کیلئے غسل کرے گی اور ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے گی۔ اگر اس کا خون زیادہ نکلتا ہو تو وہ کپڑا باندھ لے گی۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔83، صفحہ نمبر۔108، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

مستحاضہ صرف ایک مرتبہ غسل کرے اس کے بعد ہر نماز کیلئے وضو کرے۔

ہشام بن عروہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: مستحاضہ عورت پر صرف ایک مرتبہ غسل کرنالازم ہے پھر وہ اس کے بعد نماز کے وقت وضو کر لیا کرے گی۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔84، صفحہ نمبر۔110، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔43

نماز میں کون سا تشہد پڑھا جائے۔ مختلف تشہد۔

التحيات الطيبات الصلوات الزاكيات لله اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصلحين السلام عليكم۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔145، صفحہ نمبر۔157، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

التحيات لله الزاكيات لله الطيبات الصلوات لله السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصلحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔146، صفحہ نمبر۔160، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

بسم الله التحيات لله والصلوات لله الزاكيات لله ا السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصلحين شهدت ان لا اله الا الله شهدت ان محمد ارسول الله

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔147، صفحہ نمبر۔160، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصلحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔148، صفحہ نمبر۔161، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔44

حالت جنابت میں نماز۔

جب پہلے سے یہ طے کر لیا جائے کہ حضور ﷺ کا حالت جنابت میں نماز پڑھنا ثابت کرنا ہے تو واضعین نے کیا کیا گل کھلائے، ملاحظہ کیجئے:

عطا بن یسار بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے نماز کے آغاز میں تکبیر تحریمہ کہی پھر لوگوں کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہیں پھر نبی اکرم ﷺ تشریف لے گئے، جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ کے جسم مبارک پر پانی کا نشان موجود تھا، پھر آپ نے نماز ادا کی۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔171، صفحہ نمبر۔181، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

سنن ابو داؤد میں مزید گل افشانی بھی ملاحظہ ہو:

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز فجر پڑھانے کیلئے مسجد میں داخل ہوئے تو آپؐ کو یاد آگیا کہ میں تو جنبی ہوں لہٰذا آپؐ نے ہاتھ کے اشارے سے ہمیں اپنی جگہ رہنے کا حکم دیا۔

{سنن ابو دائود جلد اوّل کتاب الطہارۃ حدیث نمبر233 صفحہ نمبر134}

جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مصلے پر کھڑے ہو گئے تو تب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنے جنبی ہونے کا خیال آیا۔

{سنن ابو دائود جلد اوّل کتاب الطہارۃ حدیث نمبر234 صفحہ نمبر134}

{سنن ابو دائود جلد اوّل کتاب الطہارۃ حدیث نمبر235 صفحہ نمبر134}

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نماز کی تکبیر کہہ دی تب آپ کو یاد آیا کہ میں تو جنبی ہوں۔

{سنن ابو دائود جلد اوّل کتاب الطہارۃ حدیث نمبر234 صفحہ نمبر134}

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز پوری کر چکے تو تب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنا جنبی ہونا یاد آیا۔

{سنن ابو دائود جلد اوّل کتاب الطہارۃ حدیث نمبر 234 صفحہ نمبر 134}

باب نمبر۔45

گدھا حلال ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت صعب بن جثامہؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں وحشی گدھے کا گوشت پیش کیا، آپ اس وقت "ابوا" کے مقام پر موجود تھے یا شاید "ودان" کے مقام پر موجود تھے تو نبی اکرم ﷺ نے اسے واپس کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے میرے چہرے پر ملال کا نشان دیکھا تو آپ نے ارشاد فرمایا ہم نے یہ تمہیں اس لیے واپس کیا ہے کیونکہ ہم حالت احرام میں ہیں۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔441، صفحہ نمبر۔420، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

حضرت ابو قتادہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ (سفر کر رہے تھے) راستے میں کسی جگہ پر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ (نبی اکرم ﷺ سے) پیچھے رہ گئے، ان کے ساتھیوں نے احرام باندھا ہوا تھا لیکن حضرت ابو قتادہؓ نے احرام نہیں باندھا ہوا تھا، انہوں نے ایک وحشی گدھا دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے، انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: وہ ان کا کوڑا انہیں پکڑا دیں تو ان کے ساتھیوں نے ان کی اس بات کو نہیں مانا، پھر انہوں نے ان سے یہ کہا کہ وہ ان کا نیزہ انہیں پکڑا دیں تو ان کے ساتھیوں نے اس بات کو بھی نہیں مانا۔ حضرت ابو قتادہؓ نے خود ہی اسے پکڑا پھر انہوں نے اس گدھے پر حملہ کر کے اسے مار دیا، نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے بعض حضرات نے اس کا گوشت کھا لیا اور بعض نے کھانے سے انکار کر دیا، جب یہ لوگ نبی اکرم ﷺ تک پہنچے اور آپ سے اس بارے میں دریافت کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ خوراک ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی ہے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔443، صفحہ نمبر۔421، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔46

قسم

درج ذیل حدیث میں باپ کی قسم کھانے سے منع کیا جارہا ہے، ملاحظہ کیجئے:

باپ کی قسم کھانا منع ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر بن خطابؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا: میرے باپ کی قسم! تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع فرمادیا ہے کہ تم لوگ اپنے باپ کے نام کی قسم اٹھاؤ، جس شخص نے قسم اٹھانی ہو وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھائے پھر اس قسم کو پورا کرے یا پھر وہ خاموش رہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔754، صفحہ نمبر۔703، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

جبکہ مندرجہ ذیل حدیث میں حضور ﷺ سے منسوب کیا جارہا ہے کہ آپ خود باپ کی قسم کھاتے تھے (العیاذ باللہ)

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَأَمَّرَهُ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَزَوْنَا فَزَارَةَ فَشَنَنَّا الْغَارَةَ، ثُمَّ نَظَرْتُ إِلَى عُنُقٍ مِنَ النَّاسِ فِيهِ الذُّرِّيَّةُ وَالنِّسَاءُ فَرَمَيْتُ بِسَهْمٍ فَوَقَعَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْجَبَلِ فَقَامُوا، فَجِئْتُ بِهِمْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فِيهِمُ امْرَأَةٌ مِنْ فَزَارَةَ وَعَلَيْهَا قِشْعٌ مَنْ أَدَمٍ مَعَهَا بِنْتٌ لَهَا مِنْ أَحْسَنِ الْعَرَبِ فَنَفَّلَنِي أَبُو بَكْرٍ ابْنَتَهَا، فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي: "يَا سَلَمَةُ هَبْ لِي الْمَرْأَةَ، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَقَدْ أَعْجَبَتْنِي، وَمَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا فَسَكَتَ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ لَقِيَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوقِ فَقَالَ: يَا سَلَمَةُ هَبْ لِي الْمَرْأَةَ لِلَّهِ أَبُوكَ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ مَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا وَهِيَ لَكَ". فَبَعَثَ بِهَا إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ وَفِي أَيْدِيهِمْ أَسْرَى فَفَادَاهُمْ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ.

حدیث :

" عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت ایاس بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں ہمارے اوپر امیر بنایا تھا۔ پس ہم نے فزارہ قبیلے سے جہاد کیا تو ہم نے انہیں ہر جانب سے لوٹا، پھر میں نے چند انسانوں کا جمگٹھا دیکھا جس میں بچے اور عورتیں بھی تھیں تو میں نے ایک تیر چلایا جو ان کے اور پہاڑی کے درمیان گرا تو وہ کھڑے ہو گئے، میں انہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے آیا جن میں فزارہ کی ایک عورت تھی جس نے خشک کھال پہنی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی جو عرب کی حسین ترین لڑکی تھی۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی بیٹی مجھے دے دی۔ جب میں مدینہ منورہ آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا : اے سلمہ! وہ عورت مجھے ہبہ کر دو۔ میں عرض گزار ہوا کہ خدا کی قسم وہ لڑکی مجھے بہت پسند ہے لیکن ابھی میں نے اس کا کپڑا نہیں کھولا ہے۔ آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ اگلے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھے بازار میں ملے تو مجھ سے فرمایا : اے سلمہ! تمہارے باپ کی قسم وہ لڑکی مجھے دے دو۔ میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! خدا کی قسم وہ مجھے بہت پسند ہے لیکن ابھی میں نے اس کا کپڑا نہیں ہٹایا اور وہ آپ کیلئے ہے، پس آپ نے وہ اہل مکہ کے پاس بھیج دی اور ان کے قبضے میں مسلمان قیدی تھے جن کا فدیہ اس عورت کے ذریعے دیا گیا۔"

{سنن ابو دائود جلد دوم کتاب الجہاد حدیث نمبر 924 صفحہ نمبر 348، انٹر نیشنل نمبر۔ 2697}

باب نمبر۔47

کھڑے ہو کر پینا

حضرت عائشہؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کھڑے ہو کر پانی پینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

ابن شہاب بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ دونوں کھڑے ہو کر پانی پینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔880، صفحہ نمبر۔816، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

حضرات عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ کھڑے ہو کر پانی پینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

مخبر بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کھڑے ہو کر پی لیا کرتے تھے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔881، صفحہ نمبر۔816، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

چاندی کے پیالے میں پینا جہنم کی آگ پیٹ میں ڈالنا ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمن، سیدہ ام سلمہؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص چاندی کے برتن میں کچھ پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ ڈالتا ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔882، صفحہ نمبر۔817، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا طریقہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کوئی شخص کچھ کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے، اگر پینے لگے تو دائیں ہاتھ سے پیے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔883، صفحہ نمبر۔818، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔48

جمعہ کے دن غسل کرنا فرض ہے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ شخص پر فرض ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔58، صفحہ نمبر۔88، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔60، صفحہ نمبر۔89، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔49

خواتین حیض کا خون روئی پر لگا کر ڈبی میں بند کر کے حضرت عائشہؓ کو بھیجتی تھیں۔

علقمہ بن ابو علقمہ اپنی والدہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں جو سیدہ عائشہؓ کی کنیز تھیں (وہ بیان کرتی ہیں) خواتین سیدہ عائشہؓ کے پاس ڈبیہ بھیجتی تھیں جس میں روئی ہوتی تھی جس پر زرد مواد لگا ہوا ہوتا تھا تو سیدہ عائشہؓ یہ فرماتی تھیں: تم جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرو جب تک تم مکمل سفیدی نہ دیکھ لو کیونکہ یہی پاک ہونے کی علامت ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔85، صفحہ نمبر۔111، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔50

بلی کا جوٹھا پاک ہے۔

(موطاامام محمد،حدیث نمبر۔90،صفحہ نمبر۔117،ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار،لاہور)

باب نمبر۔51

اذان میں تکبیر اور کلمہ شہادت تین مرتبہ۔

نافع، حضرت ابن عمرؓ کے بارے میں نقل کرتے ہیں: وہ اذان میں تین مرتبہ تکبیر کہتے تھے اور تین مرتبہ کلمہ شہادت پڑھتے تھے اور بعض اوقات وہ حی علی الفلاح کہنے کے بعد حی علی خیر العمل کہتے تھے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔92، صفحہ نمبر۔122، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔52

بکری جنت کا جانور ہے۔

حمید بن مالک بیان کرتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ نے ان سے کہا: تم اپنی بکریوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور ان کے باڑے کو صاف رکھو اور اس کے کونے میں نماز ادا کر لیا کرو کیونکہ یہ جنت کے جانور ہیں۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔179، صفحہ نمبر۔189، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔53

غلط ٹائم پر نماز پڑھنے پر حضرت عمرؓ نے منکدر کی پٹائی کردی۔

سائب بن یزید بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو دیکھا کہ انہوں نے عصر کے بعد دو رکعات ادا کرنے پر منکدر بن عبداللہ کی پٹائی کی تھی۔

امام محمدؒ فرماتے ہیں: ہم اس روایت کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں عصر کی نماز کے بعد کوئی نفل نماز ادا نہیں کی جائے گی۔

امام ابو حنیفہؒ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔221، صفحہ نمبر۔221، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔54

حضرت عثمانؓ نے جمعہ کی تیسری اذان کا اضافہ کیا۔

سائب بن یزید بیان کرتے ہیں: حضرت عثمانؓ نے جمعہ کے دن تیسری اذان کا اضافہ کیا تھا۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔225، صفحہ نمبر۔224، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔55

عید کی بارہ تکبیریں ہیں۔

نافعؒ بیان کرتے ن ہیں: میں نے حضرت ابوہریرہؓ کی اقتدا میں عید الضحیٰ اور عید الفطر کی نماز ادا کی ہے، وہ پہلی رکعات میں سات تکبیریں کہا کرتے تھے جو قرأت کرنے سے پہلے ہوتی تھیں، جبکہ دوسری رکعات میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔237، صفحہ نمبر۔231، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔56

وتر کا ٹائم فجر کے وقت

یحیٰی بن سعید بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبادہ بن صامتؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی،ایک دن وہ صبح کی نماز پڑھانے کیلئے نکلے،موذن اقامت کہنے لگا تو انہوں نے موذن کو خاموش رہنے کیلئے کہا،پھر انہوں نے وتر ادا کیے اور اس کے بعد لوگوں کو نماز پڑھائی۔

(موطاامام محمد،حدیث نمبر۔257،صفحہ نمبر۔245،ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار،لاہور)

وتر تین ہیں۔

ابو عبیدہ بیان کرتے ہیں:حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے وتر کی رکعات تین ہوتی ہیں جس طرح مغرب کی تین رکعات ہوتی ہیں۔

(موطاامام محمد،حدیث نمبر۔261،صفحہ نمبر۔247،ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار،لاہور)

(موطاامام محمد،حدیث نمبر۔262،صفحہ نمبر۔247،ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار،لاہور)

(موطاامام محمد،حدیث نمبر۔263،صفحہ نمبر۔247،ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار،لاہور)

باب نمبر۔57

احتلام ہونے کا پتا ہی نہ چلا۔ملک کی سربراہی سے احتلام زیادہ ہوتا ہے

سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں:ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطابؓ نے صبح کی نماز پڑھائی پھر وہ سوار ہو کر جرف کے مقام پر چلے گئے پھر سورج نکل آنے کے بعد انہوں نے اپنے کپڑے پر احتلام کا نشان دیکھا تو بولے: مجھے احتلام ہو گیا تھا اور مجھے پتا بھی نہیں چلا مجھ پر احتلام اس وقت سے مسلط ہوا ہے جب سے میں حکمران بنا ہوں۔پھر انہوں نے اپنے کپڑے پر لگے ہوئے(نشان کو) دھویا،اس پر پانی چھڑکا پھر غسل کیا پھر انہوں نے اٹھ کر صبح کی نماز سورج نکلنے کے بعد(دوبارہ) ادا کی۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔284، صفحہ نمبر۔264، ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔58

اگرآپ کی قمیض لمبائی کی وجہ سے نجاست والی جگہ سے گیلی ہو گئی ہو تو دھونے کی ضرورت نہیں، بلکہ صاف پانی میں جب گیلی ہو گی تو پاک ہو جائے گی۔

ابراہیم بن عبدالرحمن کی ام ولد بیان کرتی ہیں: انہوں نے سیدہ ام سلمہؓ سے دریافت کیا، وہ بولیں: میں ایک ایسی عورت ہوں جس کا دامن لٹکا ہوا ہوتا ہے، بعض اوقات میں کسی ایسی جگہ سے گزرتی ہوں جہاں پر نجاست رکھی ہوئی ہوتی ہے، تو سیدہ ام سلمہؓ نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اس (زمین) کے بعد والا حصہ اسے پاک کر دیتا ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔299، صفحہ نمبر۔282، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔59

گنجا سانپ۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں: جس شخص کے پاس مال موجود ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس مال کو ایک گنجے سانپ کی شکل میں بنا دیا جائے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ داغ ہوں گے، وہ اس شخص کے پیچھے جائے گا یہاں تک کہ اس پر قابو پالے گا اور یہ کہے گا: میں تمہارا خزانہ ہوں۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔342، صفحہ نمبر۔335، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔60

عبداللہ بن عمرؓ کا الگ تلبیہ۔

نافعؒ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ کے تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں: لبيك اللهم لبيك، لبيك لا شريك لك لبيك، ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں ہے، میں حاضر ہوں، حمد اور نعمت تیرے لیے مخصوص ہے اور بادشاہی بھی، تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس میں ان الفاظ کا اضافہ کیا کرتے تھے: لبيك لبيك وسعديك والخير بيديك لبيك والرغباء اليك والعمل۔ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، سعادت اور بھلائی تیرے دست قدرت میں ہے اور ہر طرح کی امید تجھی سے وابستہ کی جاسکتی ہے اور ہر عمل کو تیری بارگاہ میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔386، صفحہ نمبر۔376، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔61

ذبح کا طریقہ: جانور کی گردن میں اتنی زور کا نیزہ مارا کہ دوسری طرف سے باہر نکل آیا۔

عبداللہ بن دینار بیان کرتے ہیں: مجھے یاد ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ حج کے موقع پر قربانی کے دو دو جانور بھیجتے تھے اور عمرہ کے موقع پر ایک جانور بھیجا کرتے تھے۔ان کے بارے میں مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ عمرے کے موقع پر انہوں نے جانور قربان کیا تھا اور وہ جانور کھڑا ہوا تھا انہوں نے خالد بن اسید کے گھر کے پاس اسے قربان کیا تھا کیونکہ وہ وہیں پڑاؤ کئے ہوئے تھے،ان کے بارے میں مجھے یہ بھی یاد ہے کہ انہوں نے اپنی قربانی کے جانور کی گردن میں اتنی زور سے نیزہ مارا تھا کہ وہ اس کے دوسری طرف سے نکل گیا تھا۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔406، صفحہ نمبر۔396،ناشر شبیر برادرز،40اُردو بازار،لاہور)

باب نمبر۔62

حالت احرام والے شخص کو اپنے اونٹ کی جوئیں نکالنا مکروہ ہے۔

نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ حالت احرام والا شخص اپنے اونٹوں کی جوئیں وغیرہ نکالے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔432، صفحہ نمبر۔413، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

حضرت عمرؓ اپنے اونٹوں کی جوئیں نکال کر زمین پر پھینک رہے تھے۔

عبداللہ بن عمر بن حفص اپنی سند کے ساتھ ربیعہ بن عبداللہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو دیکھا کہ وہ سقیا کے مقام پر اپنے اونٹ کی جوئیں نکال کر اسے مٹی میں پھینک رہے تھے حالانکہ وہ اس وقت حالت احرام میں تھے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔433، صفحہ نمبر۔414، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

حالت احرام میں کھجلی کی اجازت ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے حالت احرام والے شخص کے اپنے جسم کو کھجانے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ہاں وہ خارش کر سکتا ہے اور زیادہ خارش کر سکتا ہے (اگر میرے ساتھ یہ صورتحال پیش آئے) اور میرے ہاتھ باندھ دیئے جائیں پھر مجھے اپنے پاؤں کے ذریعے خارش کرنے کا موقع ملے تو میں اس طرح بھی خارش کر لوں گی۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔435، صفحہ نمبر۔415، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالت احرام میں پچھنے لگوائے۔

سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر کے اوپر والے حصے میں پچھنے لگوائے تھے آپ اس وقت حالت احرام میں تھے اور مکہ کے راستے میں ایک جگہ پر تھے، اس جگہ کا نام "لحہ جمل" تھا

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔521، صفحہ نمبر۔495، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔63

ٹڈی مچھلی کی چھینک ہے۔

عطابن یسار بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت کعب احبار شام سے تشریف لائے وہ حالت احرام والے کچھ لوگوں کے ساتھ تھے، راستے میں کسی جگہ پر انہیں کسی شکار کا گوشت ملا تو حضرت کعب نے انہیں فتویٰ دیا کہ وہ اسے کھا سکتے ہیں، جب یہ لوگ حضرت عمر بن خبابؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا تو حضرت عمرؓ نے دریافت کیا تمہیں یہ فتویٰ کس نے دیا تھا؟ ان لوگوں نے بتایا: حضرت کعب نے، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: جب تک تم واپس نہیں پہنچ جاتے اس وقت تک میں اسے تمہارا امیر مقرر کرتا ہوں، پھر جب یہ لوگ مکہ کے راستے میں کسی جگہ پر پہنچے تو ان کے پاس سے ٹڈی دل کا لشکر گزرا تو حضرت کعب نے ان لوگوں کو فتویٰ دیا کہ وہ اسے کھا بھی سکتے ہیں اور اسے پکڑ بھی سکتے ہیں، بعد میں جب یہ لوگ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا، حضرت عمرؓ نے دریافت کیا: تم نے یہ فتویٰ کیوں دیا تھا؟ تو انہوں نے عرض کی: اے امیر المومنین! اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! یہ ٹڈی مچھلی کی چھینک کا نتیجہ ہے، جو مچھلی سال میں دو مرتبہ لیتی ہے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔444، صفحہ نمبر۔422، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔64

ابن خطل کو قتل کر دو۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے موقع پر جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنے سر مبارک پر خود رکھا ہوا تھا، جب آپ نے اسے اتارا تو ایک شخص آپ کے پاس آیا، اس نے عرض کی: ابن خطل کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے قتل کر دو۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔523، صفحہ نمبر۔496، ناشر شبیر برادرز، 40 اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔65

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی شادی، حضورﷺ بے خبر۔

حضرت انس بن مالکؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرمﷺ کی خدمت میں آئے تو ان پر زرد رنگ کا نشان موجود تھا، انہوں نے نبی اکرمﷺ کو بتایا کہ انہوں نے ایک انصاری خاتون کے ساتھ شادی کرلی ہے، نبی اکرمﷺ نے دریافت کیا: تم نے اسے کتنا مہر دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ایک گٹھلی کے وزن کے برابر سونا، تو نبی اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ولیمہ کرو خواہ اس میں ایک بکری (ذبح کرکے دعوت کرو)

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔525، صفحہ نمبر۔500، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔66

دو بہنیں ملک یمین میں اکٹھی ہو جائیں تو کیا ان سے صحبت درست ہے؟ حضرت عثمانؓ لا علم۔

ابن ذویب بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت عثمان غنیؓ سے دو بہنوں کے بارے میں دریافت کیا جو ملک یمین میں اکٹھی ہو جاتی ہیں، کیا ان دونوں کے ساتھ صحبت کی جا سکتی ہے؟ تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا: ایک آیت ان دونوں کو حلال قرار دیتی ہے اور ایک آیت ان دونوں کو حرام قرار دیتی ہے میں اس بارے میں کچھ نہیں کروں گا (یعنی کوئی سزا نہیں دوں گا) پھر حضرت عثمان غنیؓ وہاں سے تشریف لے گئے، ان کی ملاقات ایک صحابی سے ہوئی، انہوں نے اس صحابی سے اس بارے میں دریافت کیا تو وہ صحابی بولے: اگر مجھے اس بارے میں اختیار ہو اور میرے پاس کسی ایسے شخص کو لایا جائے جس نے یہ حرکت کی ہو تو میں اسے سخت سزا دوں گا۔ ابن شہاب کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ وہ صحابی حضرت علیؓ تھے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔537، صفحہ نمبر۔514، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔67

عورت ولی کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی۔

سعید بن مسیبؒ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطابؓ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ عورت کے ولی اس کے خاندان کے کسی صاحب رائے شخص یا حاکم وقت کی اجازت کے بغیر عورت کا نکاح کرنا درست نہیں ہے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔542، صفحہ نمبر۔520، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔68

دو طلاق کے بعد بیوی حرام۔

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: سیدہ ام سلمہؓ کے مکاتب غلام نفیع کی بیوی ایک آزاد عورت تھی اس غلام نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دیں، پھر اس نے حضرت عثمانؓ سے یہ مسئلہ دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: تمہاری بیوی تمہارے لئے حرام ہو گئی ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔555، صفحہ نمبر۔535، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔556، صفحہ نمبر۔536، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔557، صفحہ نمبر۔536، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

آزاد عورت کی عدت تین حیض اور غلام عورت کی عدت دو حیض ہے۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کوئی غلام اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دیتا ہے تو وہ عورت (اس کیلئے) حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ وہ دوسرے شخص کے ساتھ شادی کر کے (بیوہ یا طلاق یافتہ ہو جائے) خواہ وہ عورت آزاد ہو یا کنیز ہو، البتہ آزاد عورت کی عدت تین حیض ہو گی اور کنیز کی عدت دو حیض ہو گی۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔557، صفحہ نمبر۔536، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

جب ام ولد کا آقا انتقال کر جائے تو اس کی عدت ایک حیض ہے۔

نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرؓ یہ فرمایا کرتے تھے: جب ام ولد (کنیز) کا آقا انتقال کر جائے تو اس کی عدت ایک حیض ہو گی۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔596، صفحہ نمبر۔565، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

ام ولد کی عدت تین حیض ہے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ سے ام ولد کی عدت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: تم ہمارے دین کے بارے میں ہمیں الجھن کا شکار نہ کروا گرچہ وہ کنیز ہے لیکن اس کی عدت آزاد عورت کی عدت کی مانند ہو گی۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔598، صفحہ نمبر۔566، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

استحاضہ عورت کی عدت ایک سال ہے۔

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: استحاضہ کا شکار عورت کی عدت ایک سال ہو گی۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔614، صفحہ نمبر۔572، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔69

جو یہ کہے کہ میرے ماں باپ زانی نہیں، اس کی سزا اسّی (80) کوڑے ہیں۔

عمرہ بنت عبدالرحمن بیان کرتی ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں دو آدمیوں کے درمیان تکرار ہو گئی تو ان میں سے ایک نے کہا: میرا باپ بھی زانی نہیں ہے اور میری ماں بھی زانی نہیں ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے اس بارے میں لوگوں سے مشورہ لیا، بعض نے کہا: اس شخص نے اپنے والد اور والدہ کی تعریف بیان کی ہے تو بعض دیگر افراد نے کہا: اپنے والد اور والدہ کی تعریف کرنے کے اور بھی طریقے تھے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپ اس پر حد جاری کریں تو حضرت عمرؓ نے اس شخص کو اسّی کوڑے لگائے۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔708، صفحہ نمبر۔663، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔70

سودا مہنگا بیچو یا پھر ہمارے بازار سے اٹھ جاؤ۔

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطابؓ حاطب بن ابو بلتعہ کے پاس سے گزرے تو اس وقت وہ بازار میں اپنے خشک انگور فروخت کر رہے تھے تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا: یا تو تم اپنی قیمت میں اضافہ کرو یا پھر ہمارے بازار سے اٹھ جاؤ۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔789، صفحہ نمبر۔735، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔71

ولیمے کی دعوت

حضورﷺ کا حکم کہ ولیمے کی دعوت میں شرکت کیا کرو۔

نافع، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرمﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کسی شخص کو ولیمے کی دعوت دی جائے تو وہ اس میں شریک ہو۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔886، صفحہ نمبر۔820، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

سب سے برا کھانا ولیمے کا کھانا ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: سب سے برا کھانا ولیمے کا کھانا ہوتا ہے، اس میں خوشحال لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور غریب لوگوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے، جو شخص دعوت میں شریک نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔887، صفحہ نمبر۔820، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

جو دعوت میں شریک نہیں ہوتا وہ اللہ و رسول کا نافرمان ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: سب سے برا کھانا ولیمے کا کھانا ہوتا ہے، اس میں خوشحال لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور غریب لوگوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے، جو شخص دعوت میں شریک نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔887، صفحہ نمبر۔820، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔72

جو چوسر کھیلتا ہے وہ اللہ ورسول کی نافرمانی کرتا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص چوسر کھیلتا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔905، صفحہ نمبر۔834، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔73

السلام علیکم کا جواب السلام علیکم۔

ابو جعفر قاری بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ تھا، جو شخص بھی انہیں سلام کرتا وہ جواب میں السلام علیکم ہی کہتے تھے، جو ان سے کہا گیا ہوتا تھا۔

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔911، صفحہ نمبر۔840، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔74

اولاد کی دعا سے فوت شدہ والدین کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

سعید بن مسیب فرماتے ہیں آدمی (کے انتقال) کے بعد اس کی اولاد کی دعا کی وجہ سے آدمی کے درجات بلند ہوتے ہیں، انہوں نے آسمان کی طرف اپنے ہاتھ کے ذریعے اشارہ کرتے ہوئے یہ بات کہی۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔916، صفحہ نمبر۔844، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔75

لہسن خبیث درخت ہے۔

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص اس درخت میں سے کھا لے، ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اس خبیث درخت میں سے کھالے وہ ہمارے مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ وہ لہسن کی بو کے ذریعے ہمیں تکلیف دے گا۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔920، صفحہ نمبر۔846، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔76

اذان کے علاوہ تمام چیزیں تبدیل ہو چکی ہیں۔

ابو سہل بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے؛ پہلے زمانے میں لوگ جن چیزوں پر کاربند تھے ان میں سے صرف ایک ہی چیز باقی رہ گئی ہے وہ نماز کیلئے اذان ہے۔

(موطاامام محمد، حدیث نمبر۔969، صفحہ نمبر۔888، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)

باب نمبر۔77

چوہے والا گھی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے ایسے چوہے کے بارے میں دریافت کیا گیا جو گھی میں گر کر مر جاتا ہے تو نبی اکرم نے فرمایا تم اس گھی کو اور اس کے آس پاس گھی کو نکال کر پھینک دو

(موطا امام محمد، حدیث نمبر۔984، صفحہ نمبر۔896، ناشر شبیر برادرز، 40اُردو بازار، لاہور)